بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

ہدیہ ۲۵ پیسے

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

۷ ذیقعدہ ۸۹ھ ۱۶ جنوری ۷۰ء

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتٰى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا، کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آئے تو یہ دعا پڑھ لے (ترجمہ اردو) شروع اللہ کے نام سے، اے اللہ شیطان سے ہم کو دور رکھ، اور شیطان کو اس سے دور رکھ جو ہم کو عطا فرمائے۔ پس اگر مقدر ہو عورت و مرد کے لئے اس جماع میں بچہ تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ، وَأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ قَالَ: "بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتُ" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت حذیفہ اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے۔ تو یہ پڑھتے کہ "باسمک اللھم و اموت" اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں اور جب نیند سے بیدار ہوتے، تو یہ فرماتے "الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور" تمام تعریفیں ثابت ہیں اس اللہ کے لئے جس نے ہم کو مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (بخاری)

وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی جماعت نہیں بیٹھتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوں، مگر فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت خداوندی اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان شخصوں کا ان سے ذکر کرتے ہیں جو اس کے پاس ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي وَاقِدٍ الْحٰرِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَوَقَفَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ: أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوٰى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابو واقد الحارث بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک تین حضرات آئے۔ ان میں سے دونو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو گئے اور ایک چلا گیا۔ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے۔ ان دونوں میں سے ایک نے تو حلقہ مجلس میں کچھ کشادگی محسوس کی تو وہ تو اس جگہ پر بیٹھ گیا۔ اور دوسرا شخص حاضرین مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تیسرا پشت پھیر کر ادھر سے چل دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس مشغولیت سے) فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا۔ کیا میں تم کو ان تین حضرات کی کیفیت سے آگاہ کروں۔ ان میں سے ایک نے تو اللہ تعالیٰ کی جائے پناہ تلاش کی تو حق تعالیٰ نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور دوسرے نے (بھیڑ میں گھسنے میں) شرم محسوس کی تو حق تعالیٰ نے بھی اس کے ساتھ شرم کا معاملہ کیا تیسرے نے اعراض کیا (اور چل دیا) تو اللہ رب العزت نے بھی اس سے اعراض فرمایا (بخاری مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے صبح و شام سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ (یعنی اللہ پاک ہے اور اسی کی تعریف ہے کہا) تو قیامت کے دن اس شخص سے بہتر کسی کا عمل نہیں ہوگا۔ مگر اس شخص کا کہ جس نے یہ کلمات اس کے ص ۔ برابر کہے یا اس سے زیادہ بار کہے (مسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۷ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ
۱۶ جنوری ۱۹۷۰ء

جلد ۱۵
شمارہ ۳۵

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

انڈونیشیا عیسائیت کی لپیٹ میں

دنیائے اسلام عبرت اور نصیحت حاصل کرے!

انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر عبدالرحیم سوکارنو کے زوال کے بعد یہ مسلم ریاست عیسائیت کی زد میں آگئی ہے اس کا انکشاف موتمر عالم اسلامی کی سروے رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مختلف اسلامی ممالک میں انقلابات کی جو لہریں پیدا ہو رہی ہیں ان کا پس منظر کیا ہے اور کن مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

سروے رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ عیسائیوں نے بیس سال میں جاوا اور پچاس سال میں باقی انڈونیشیا کی آبادی کو مسیحیت کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے نہایت جامع قسم کا پروگرام تیار کر رکھا ہے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۶۱ء میں سرابیا (جاوا) میں منعقد ہونے والی مسیحی کانفرنس میں اس منصوبے پر غور کیا گیا۔ کانفرنس میں بحث کے دوران فلپائن کی مثال پیش کی گئی جہاں کسی زمانے میں مسلمانوں کی غالب اکثریت تھی مگر آج وہاں کے مسلمان اقلیت میں ہیں۔ رپورٹ کے مطابق عیسائی مشنری یہ کہہ کر یورپ اور امریکہ سے امداد حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ انڈونیشیا قدرتی وسائل کی دولت سے مالا مال ہے جسے ابھی کام میں نہیں لایا گیا چنانچہ اس ملک کو عیسائی بنانے سے مغربی دنیا کو فائدہ پہنچے گا۔

رپورٹ کے مطابق انڈونیشیا میں عیسائی مشنریوں کو خاص طور پر ۱۹۶۵ء سے برابر مادی امداد مل رہی ہے۔ ملک کے اندرونی حصوں میں ابتر معاشی حالات سے فائدہ اٹھا کر عیسائیوں نے مقدس جنگ شروع کر دی ہے جس میں خوراک، کپڑوں، دواؤں اور روزگار کی سہولتوں کو بطور ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ مشنریوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں ۱۹۶۷ء میں منظر عام پر آئیں جبکہ امریکی جریدہ "ٹائم" نے انڈونیشیا میں لوگوں کو عیسائی بنانے کی مہم کی زبردست کامیابی کے متعلق خبریں شائع کیں۔ ٹائم نے اعتراف کیا کہ یہ کامیابی زیادہ تر ان علاقوں میں حاصل ہوئی ہے جہاں کمیونسٹوں کا زبردست اثر و رسوخ ہوا کرتا تھا۔ اس سال کے شروع میں ایک انڈونیشی اخبار انگاتن بارو (نئی نسل) نے سنگاپور میں منعقد ہونے والی ریجنل کرسچین کانفرنس کے بارے میں ایک خبر شائع کی جس کے مطابق

مشنری تنظیم نے یہ دعویٰ کیا کہ ۲۵ لاکھ انڈونیشی مسلمانوں کو عیسائی بنایا جا چکا ہے اور مزید ۲۵ لاکھ مسلمانوں کو عیسائیت قبول کرنے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ممکن ہے اس خبر میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا مقصد یورپ اور امریکہ کی مشنری تنظیموں سے مزید امداد حاصل کرنا ہو۔ تاہم انڈونیشیا کے سرکاری حلقوں نے آج تک اس خبر کی تردید نہیں کی۔

انڈونیشیا میں مشنریوں کی مہم میں بیرونی امداد کے بعض واقعات بیان کرتے ہوئے مسلم ورلڈ نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ ایک عالمی عیسائی تنظیم کے نمائندہ برائے ایشیا (مقیم ہانگ کانگ) نے اس سال فروری میں انڈونیشیا کے مختلف مقامات پر ساٹھ لاکھ ڈالر کی لاگت سے چھ ہائی سکول قائم کئے اور ان کے لئے چوبیس لاکھ ڈالر سالانہ امداد پیش کش کی اس تنظیم کا صدر مقام امریکہ میں ہے۔ امریکہ کی ایک مشنری فضائی کمپنی کے نمائندہ مسٹر وارنگٹن نے بورنیو کے لئے نئی سروس جاری کرنے کی غرض سے وہاں کے صوبائی حکام کے ساتھ صلاح مشورہ کیا۔ اس سروس سے مشنری ملازمین اور عام لوگوں کو بھی سفر کرنے کی اجازت ہوگی۔ بلجیم کی مشنری یونیورسٹی (واقع لوئیفن) میں انڈونیشی طلباء کو ساٹھ وظائف دئے جاتے ہیں۔ جرمن مشنریوں نے سماٹرا کے مغربی ساحل کے قریب واقع جزیرہ نیاس میں ایک مکمل ہسپتال کا عطیہ دیا ہے۔ یہ اور اس جیسے دوسرے سینکڑوں مشنری ہسپتال سرگرمیوں کے مرکز بنتے جا رہے ہیں۔

رپورٹ میں بتایا گیا کہ پوپ نے ۱۹۶۷ء میں ایک انڈونیشی دارمجوونو کو اپنا کارڈینل مقرر کر دیا۔ یہ صاحب وسطی جاوا کے ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے تھے، لیکن ان کی پرورش ایک کیتھولک پادری نے کی تھی۔ وہ جنرل سوہارتو کے آبائی گاؤں سے تعلق رکھتے

ہیں۔ انڈونیشیا میں گرجا گھروں کی ایک کونسل بھی موجود ہے جس کے سربراہ انڈونیشی فوج کے ایک ریٹائرڈ کمانڈر انچیف لیفٹیننٹ جنرل ڈاکٹر ٹی۔ بی سماتوپانگ ہیں۔ ملک کے دو بااثر اخبارات کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کی ملکیت ہیں۔ ملکی کابینہ کے بعض اہم شعبوں کے وزیر عیسائی ہیں۔ جن میں وزیر سماجی بہبود، وزیر مواصلات اور وزیر صحت شامل ہیں۔ ان کے علاوہ فوج کے کمانڈر انچیف جنرل پنگابین گورنر سنٹرل بنک ڈاکٹر ریڈینس پراویرا بعض صوبائی گورنر اور بعض علاقائی کمانڈر بھی عیسائی ہیں۔ کابینہ میں امور مذہبیہ کی ایک وزارت موجود ہے جس کے سربراہ نہضۃ العلماء پارٹی کے لیڈر کے، ایم دہلان ہیں ان کے ماتحت مسلمانوں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں اور جزیرہ بالی کے ہندوؤں کے معاملات کے لئے چار ڈائرکٹر جنرل مقرر ہیں، اسلامی امور کے ڈائرکٹوریٹ میں جو سب سے بڑا ہے تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار ملازمین (بشمول دینی اساتذہ) کام کرتے ہیں اور اس کے تحت دینی تعلیم کے ۹۱۳۱ چھوٹے بڑے ادارے چل رہے ہیں۔

رپورٹ میں کہا گیا کہ وزارت امور مذہبیہ عملے کے اعتبار سے دوسری سب سے بڑی وزارت ہے۔ اس وزارت کی کارگزاری اور عوام میں بعض تنظیموں کے کام کے باوجود عیسائی مشنری اپنا اثر و نفوذ پیدا کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہ نہایت منظم ہیں اور ان کو بیرونی حکومتوں اور تنظیموں کی امداد حاصل ہے۔

محکمہ اوقاف کے نئے اقدامات

محکمہ اوقاف کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گذشتہ سال اسے ۷۵ لاکھ روپے کی بچت ہوئی ہے اور ملتِ اسلامیہ کی تعمیر و ترقی کے لئے مفید منصوبے مرتب کر کے اہم اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ جن میں جامع مسجد نیلا گنبد اور مسجد چوک دالگراں میں کئی منزلہ عمارت کی تعمیرات کا پروگرام شامل ہے۔ علاوہ ازیں ہر ماہ "عصرانہ اوقاف" کا بھی پروگرام بنایا گیا ہے۔ جس کے ذریعہ مختلف مکاتبِ فکر کے علماءِ کرام اور دوسرے اہلِ علم حضرات کے علمی مقالات اور تقاریر کا اہتمام کیا جائے گا۔ اور عمومی استفادہ کے لئے ان علمی و تاریخی معلومات کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا۔

محکمۂ اوقاف نے مجموعی حیثیت سے سابق ناظمِ اعلیٰ اوقاف جناب محمد مسعود کی زیرِ نگرانی جو ترقی کی ہے محتاجِ وضاحت نہیں ہے۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ مسعود صاحب مدبّرانہ متحرک شخصیت، علماء کرام اور اہلِ علم و دانش کے ساتھ ان کے روابط و مراسم اور تعمیر ملک و ملت کے مسائل میں ان کی گہری دلچسپی کے باعث اندرون اور بیرونِ ملک محکمہ اوقاف کا پہلی بار حقیقی تعارف ہوا تھا اور انہوں نے علماء کرام کے مشورہ سے علماء کی فلاح و بہبود اور مقدس مقامات کی حفاظت کے سلسلہ میں ایسے ایسے اقدامات کئے اور کارنامے انجام دیتے ہیں جو ہماری قومی و ملی تاریخ میں ایک یادگار کی حیثیت سے ہمیشہ زندہ و تابندہ رہیں گے۔

حکومتِ مغربی پاکستان نے بھی جناب مسعود صاحب کے کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی خدمات بورڈ آف ریونیو کے لئے مخصوص کر دی ہیں اور ان کی جگہ مشہور نیک اور دینی حلقوں میں نہایت قابلِ احترام شخصیت راجہ حامد مختار صاحب کو محکمہ اوقاف کا سربراہ مقرر کیا ہے۔

راجہ صاحب بھی اپنے پیشرو کی طرح علماء کرام اور دینی حلقوں میں مقبول و محترم ہیں۔ ملک کے مختلف مکاتبِ فکر میں ان کی اسلام دوستی اور دینداری کی شہرت ہے۔ چنانچہ اوقاف ایسے دینی ادارہ کی سربراہی کے لئے مسعود صاحب کے بعد راجہ حامد مختار صاحب کی ذات موزوں ترین ہے۔ انہوں نے محکمہ کا چارج سنبھالتے ہی ملی فلاح و بہبود اور ملکی تعمیر و ترقی کے سلسلہ میں جن نیک عزائم کا اظہار کیا اور اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا ہے پورے ملک میں اس کا گرمجوشی کے ساتھ خیرمقدم ہوا ہے۔

ہمیں توقع ہے کہ راجہ صاحب سابقہ روایات کے مطابق اپنی اعلیٰ صلاحیتوں سے محکمہ اوقاف کو مزید ترقی دینے کی کوشش فرمائیں گے۔ اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے محکمہ اوقاف جو بہترین کردار ادا کر سکتا ہے اس کے تمام تر وسائل بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔ ہمارے ملک کی مسجدوں کا نظام محکمہ اوقاف کی تحویل میں آنے کے باوجود ابھی اس معیار کو نہیں پہنچ سکا ہے جو ہمارا مقصود و مطلب ہے —— اس لئے ضرورت اس امر کی ہے، کہ نظامِ مساجد کی اصلاح کی طرف سب سے زیادہ توجہ دی جائے۔ اور علماء کرام کے مشورہ و تجاویز کے مطابق ہر ممکن اقدامات سے گریز نہ کیا جائے۔

بقیہ: مجلسِ ذکر

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ میں پوری ملتِ اسلامیہ کو بالعموم اور اپنے مخلصین کو بالخصوص یہ پیغام پہنچانا اپنا فرضِ منصبی خیال کرتا ہوں کہ اس ملک کے عوام یہاں سچے دل سے اسلام کا نفوذ چاہتے ہیں تو وہ علماءِ حق کا ساتھ دے کر ان کی مساعی کو کامیاب بنائیں تاکہ منزلِ مراد جلد حاصل ہو سکے۔

حضرت دین پوری مدظلہ کی صحت

مخدوم العلماء حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری مدظلہ العالی گذشتہ دنوں سخت علیل رہے —— اب خدا کے فضل و کرم سے ان کی صحت قدرے بحال ہو رہی ہے۔

قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ حضرت کی صحتِ کاملہ کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ادارہ خدام الدین حضرت مدظلہ العالی کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے ہمہ وقت دعاگو ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ (ادارہ)

گمشدہ گھڑی

جامع مسجد شیرانوالہ لاہور کے زیرِ اہتمام باغ بیرون مستی گیٹ میں جمعۃ الوداع کی نماز کے موقع پر ایک عدد گھڑی ملی ہے جس صاحب کی ہو نشانی بتا کر اپنی گھڑی لے جائے۔
نیو ورائٹی جنرل سٹور متصل مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

جامعہ فاروقیہ تنویر القرآن میں دارالافتاء کا اجراء

امسال جامعہ فاروقیہ تنویر القرآن رجسٹرڈ میں دارالافتاء کا مکمل انتظام ہو چکا ہے تمام اہل اسلام سے درخواست ہے کہ وہ دینی مسائل کی دریافت میں دارالعلوم کی طرف رجوع فرمائیں۔
(ناظم جامعہ فاروقیہ تنویر القرآن نئی آبادی ڈھوک کشمیریاں ...) [illegible]

مجلسِ ذکر ۲۲ر شوال المکرم ۱۳۸۹ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۷۰ء بروز

علماءِ حق کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیجئے

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

حضرتؒ کا لگایا ہوا باغ

یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا باغ ہے۔ اللہ تعالےٰ کا نام لینے کی جس جس کو اُن کی حیاتِ مبارکہ میں سعادت حاصل رہی یا اُنہی کے فیضان سے اب تک یہ سعادت حاصل ہے اس پر جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ جو حضرات اللہ تعالےٰ کے حضور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حاضر ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی قبروں کو بھی نور سے بھریں اور جو زندہ ہیں اُن کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن کو اپنی یاد کے ساتھ زندہ و سلامت رکھیں، جب دنیا سے جائیں تو ایمانِ کامل کے ساتھ جائیں۔ اللہ تعالےٰ قبر کو جنّت کا باغ بنائیں اپنی رضا کا تمغہ عطا فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنّت کا حقدار بنائیں۔ (آمین)

ہماری ذمّہ داریاں

مختصراً آج کی معروضات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے ہم آپ پر کچھ ذمّے داریاں ڈالی ہیں جن سے عہدہ برآ ہونا ازبس لابدی ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "دنیا دے واسطے میں کدی کُکھ بھَن کے دوہرا نہیں کیتا" اور ادھر یہ کہ اللہ کے دین کی تبلیغ کی جو ذمّہ داری آپؒ پر عائد ہوتی تھی اس کی ادائیگی کے لئے دن رات چوبیس گھنٹے تن من دھن کی بازی لگائے رکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپؒ کو چودہ مرتبہ زیارتِ حرمین الشریفین کا شرف عطا فرمایا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ بیعت کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ "اگر کسی کے ساتھ نیکی نہ کر سکو تو اس کے ساتھ گناہ بھی نہ کرو۔ دعا نہیں لے سکتے تو کم از کم بددعا تو نہ لو" ایک دن دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہونا ہے، ذمہ داریوں کے متعلق ہر کسی سے بازپرس ہونی ہے اس لئے اللہ والے کہتے ہیں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا، موت کے آنے سے پہلے موت کی تیاری کرو۔ مالک یوم الدین کی عدالت میں پہنچنے سے پہلے حق بحقدار رسید کا معاملہ درست کر لینا چاہیے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے:۔

اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُہَا کِلَابٌ ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ہماری اولاد کی تربیت ہمارے ذمّہ ہے۔ اگر آج ان کی گھٹّی میں نماز ڈالیں گے تو کل کو ہم آپ نہ بھی رہے تو وہ ہمارے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔ ایک بچی کو دینؔ کی تعلیم سے آراستہ کر دیں تو وہ دو خاندانوں کی ہدایت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ جتنے بچے اُس کی گود میں پلیں گے ان کو وہ دینِ محمدی سے روشناس کرائے گی۔ ارشادِ خداوندی بھی ہے۔ قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًاط (التحریم)

دعوتِ فکر و عمل

حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر ہماری ذمہ داریوں کا دائرہ قومی اور ملی سطح پر اس قدر وسیع ہے کہ ہم سب اس وقت ایک اہم موڑ پر پہنچ چکے ہیں۔ اسلام اور کلمہ کے نام پر حاصل کئے ہوئے ملک میں اسلامی اقدار کا نفاذ ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے اس کے لئے جو بھی ہو سکے، کیجئے۔ ہر سطح پر مثبت انداز میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ علمارِ حق اپنی تمامتر صلاحیتوں کو قوم کی خدمت کے لئے وقف کر چکے ہیں اُن کا ہر طریقے سے ہاتھ بٹانا ہمارا آپ کا فرض ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اس ملک میں برسرِاقتدار آ جائے تو یہی سب سے بڑی کامیابی ہے اور اسی میں ہماری تمام مشکلات کا حل مضمر ہے۔ علمار پر جھوٹے بہتانوں کا جو آج کل مخالف قوّتوں نے ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے اُس سے بدظن ہونے کی یا ہمّت ہارنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ انشاء اللہ ظلمت چھٹے گی تو سویرا نمودار ہوگا اور پھر سب کو پتہ چل جائے گا کہ حق پر کون تھا اور حق کے داعیوں پر بے بنیاد اتہام لگانے والوں کو اس کے لئے اور نہیں تو خداوندِ جل و علیٰ کے روبرو تو ایک نہ ایک دن جواب دینا ہی ہوگا۔ علماءِ حق اس سرزمین میں کسی ازم کی ترویج نہیں چاہتے اُن کا مطمحِ نظر صرف اسلام کی سربلندی ہے اور بس۔ اس مقصدِ عظیم کے حصول کے لئے انہوں نے جو جو قربانیاں دی ہیں وہ قوم کے سامنے ہیں، علماءِ حق نہ تو پروپیگنڈے سے خائف ہوں گے اور نہ دنیا کی کوئی قوت علماءِ حق کو خرید سکتی ہے۔ وہ صرف ایک آقا کے غلام ہیں جو آقائے نامدار حضورِ پُرنور شافعِ محشر ساقیٔ کوثر جناب محمدؐ رسول اللہ

ہمارے نزدیک امریکی سامراج دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے

جب تک سامراج کا جنازہ بحیرہ روم میں غرق نہیں کیا جاتا نہ صرف

پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے بنیادی مسائل حل نہیں ہوں گے۔ مفتی محمود

امریکی سامراج کی مدد سے پاکستان کو ترقی دینے کے دعویدار پاکستان اور اس کے عوام کے دشمن ہیں!!

(۲)

مفتی محمود نے عام لوگوں کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے کہا گزشتہ بائیس برس میں غریب عوام، مزدوروں، کسانوں اور دوسرے محنت کشوں کی بدحالی میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے اور انھیں زندگی کی بنیادی ضرورتوں کے وسائل بھی میسّر نہیں، انہوں نے کہا جس شخص کے پاس رہنے کو مکان تک نہ ہو وہ خود کو اس ملک کا شہری آخر کیسے تصوّر کر سکتا ہے، دیہات میں بسنے والے کروڑوں کسان حیوانوں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں، ان کی محنت پر عیش کرنے والے جاگیرداروں کے کتّے بھی کسانوں سے بہتر زندگی بسر کرتے ہیں۔ حالیہ مدت میں مختلف مقامات پر مزدوروں اور صنعت کاروں کے جھگڑوں میں بے شمار مزدوروں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے لیکن کسی ایک صنعت کار کو قید نہیں کیا گیا۔

انہوں نے صدر یحییٰ سے اپیل کی کہ مختلف شہروں میں مارشل لاء کے تحت سزایاب مزدوروں، سیاسی کارکنوں اور طلبہ کو فی الفور رہا کر دیا جائے۔

جمعیۃ علمائے اسلام کے منشور کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا آج جمعیۃ کے زیر اہتمام پورے ملک میں "یوم منشور" بھی منایا جا رہا ہے۔ ہم نے جمعیۃ کا منشور اور اس میں معاشی نظام کتاب و سنّت کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔

انہوں نے کہا اسلام دولت آفرین ذرائع پر کنٹرول کرتا ہے اور کاروبار کے اسلامی اصولوں سے ہٹ کر حرام اور ناجائز طریقوں سے دولت کمانے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ انہوں نے واضح کیا کہ اگر جمعیۃ علمائے اسلام ملک میں اسلامی منشور رائج کرنے میں کامیاب ہو گئی تو حرام طریقوں سے کمائی ہوئی تمام دولت چھین لی جائیگی البتہ جن لوگوں نے اسلامی اصولوں کے مطابق مال جمع کیا ہو ان سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں انہوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ اسلام کے نزدیک زمین پر صرف اس شخص کو ملکیت کا حق پہنچتا ہے جس نے اپنی محنت سے اسے آباد کیا ہو انہوں نے کہا کہ ملک و ملت سے غداری اور انگریز کی غلامی کے عوض حاصل کردہ،

"ہم نے جمعیّت کا

منشور اور اس میں

معاشی نظام کتاب

وسنّت کی روشنی

میں مرتّب کیا ہے"

زمینیں اور حالیہ مدت میں بڑے بڑے لوگوں میں تقسیم کردہ زمینیں "غیر اسلامی" ملکیت کی ذیل میں آتی ہیں، جنھیں بلا معاوضہ ضبط کر لیا جائے گا اور ان پر کاشت کرنے والوں کو صحیح مالک قرار دیا جائے گا۔

مفتی صاحب نے جمعیۃ کے ناقدین کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ غریبوں سے ہمدردی رکھنے کی بنا پر بعض لوگ ہم پر "سوشلسٹ مولوی" ہونے کے الزامات لگاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام غریبوں کا حامی و مددگار بن کے آیا ہے۔ ہم اسلامی تعلیمات کے مطابق ہی غریبوں کی مشکلات دور کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں اس کے باوجود ہم پر الزام تراشی کرنے والے امریکی ایجنٹ ہیں۔ ہمارے نزدیک امریکی سامراج دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ جب تک امریکی سامراج کا جنازہ بحیرہ روم میں غرق نہیں کیا جاتا نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے بنیادی مسائل حل نہیں ہونگے

انہوں نے کہا کہ ہم الزام لگانے والوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ امریکی سامراج کے دن پورے ہو چکے ہیں اور اب اسے کوئی طاقت تباہ ہونے سے نہیں بچا سکتی۔ پاکستان میں بھی سامراج اور اس کے ایجنٹوں کو منہ کی کھانی پڑے گی۔

مفتی صاحب نے آخر میں کہا کہ ہم پاکستان میں سرمایہ داری کی حفاظت کے لیے اسلام کا نام استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ سرمایہ داری کے ظالمانہ نظام کی حفاظت کے خواہاں اور امریکی سامراج کی مدد سے پاکستان کو ترقی دینے کے دعویدار پاکستان اور اس کے عوام کے دشمن ہیں ——!!

جلسے میں مولانا محمد اکرم کی پیش کردہ چند قرار دادیں منظور کی گئیں۔ ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ کوہستان کو دوبارہ جاری کرنے کے لیے فوری طور پر ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا جائے۔

دوسری قرار داد میں اسلام اور نظریۂ پاکستان کے نام سے بعض عناصر کو شرانگیزی کی چھٹی ملنے پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف شہروں کے مزدوروں کے مطالبات منظور کرانے کے لیے اور مارشل لاء کے تحت گرفتار شدہ مزدوروں، سیاسی کارکنوں اور طلباء کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔

—○—

قرآن حکیم ایک غیر مسلم کی نظر میں!

حال ہی میں ایک کتاب "تاریخ کے حوادث" (WHAT HAPPENED IN HISTORY) انگلستان میں شائع ہوئی ہے جس میں بڑی تحقیق اور کاوش کے ساتھ ان اقوام کے مذہبی خیالات، عقائد، رسوم، علم الاصنام، خرافات، اوہام پرستی اور ایک اَن دیکھی ہستی کے تصورات پر بحث کی گئی ہے جو زمانۂ تاریخ اور اس سے پہلے گذر چکی ہیں اور جن کے حالات کا سراغ کتبوں، قدیم اوزاروں اور برتنوں، قبروں اور دوسری چیزوں سے معلوم ہوتا ہے۔ مصنف نے اپنے دائرۂ تحقیق کو مصر اور مشرق وسطیٰ تک محدود رکھا ہے۔ لیکن اس میں مشرق کے تقریباً تمام مذاہب اور ممالک کا ذکر آ گیا ہے اور ضمناً ان حقائق پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جن کا ماخذ تاریخ ہے۔ مذاہب اور عقائد کے تذکرہ میں جہاں یہودیت اور عیسائیت پر اشارات کئے ہیں وہاں اس کتاب میں اسلام اور اس کی تحریکات کا ذکر بھی آ گیا ہے۔ آغاز میں مصنف نے ضرورت سمجھی ہے کہ لوگوں سے اسلام کا تعارف کرائے اور اس "عجیب و غریب مگر پُر تاثیر" مذہب کی تعلیم کو بے نقاب کرے۔ چنانچہ مضمون کے تعارفی حصہ میں اپنے خیالات کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے۔

"بہت سے لوگ اسلام کو مذہب (RELIGION) کی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن بہت کم لوگ ہیں جنھوں نے "تحریک" کے نقطہ سے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ مختصر سے مختصر الفاظ میں اس مفہوم کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اسلام دنیا کے تمام مذاہب میں نرالا ہے وہ ایک تاریخ بھی ہے اور ایک تحریک بھی، وہ سیاست بھی ہے اور اجتماعیت بھی، وہ نفسیات کی پہلی کتاب بھی ہے اور روحانیت کی آخری کتاب بھی، وہ دین اور دنیا کا ایک ایسا مرکب ہے جو درحقیقت دنیا کے تمام مذاہب سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ قرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات ماننی پڑے گی کہ اس کا "مصنف" خواہ کوئی ہو اپنے زمانہ ہی کا نہیں بلکہ بہت سے زمانوں کا ایک زبردست قلم ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن کا مصنف ایک برہانی اور عقلی دماغ کا "انسان" ہے۔ وہ اپنے ہر مضمون میں اس بات کی بڑی احتیاط کرتا ہے۔ کہ کوئی دعویٰ بلا دلیل نہ ہو، وہ بار بار عقل کے اعتماد پر زور دیتا ہے۔ "عقل" سے کام نہ لینے والوں کو حیوان ٹھہراتا ہے اور عقل ہی کو حقائق کی کسوٹی ٹھہراتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ وہم پرستیوں سے دور رہنے اور خرافات کا کوئی شائبہ اپنے خیالات میں نہ آنے دے اس کا اندازِ فکر اس حکیم سے ملتا ہے جو صرف کائنات پر غور کرتا ہے اور اس سے نتائج اخذ کرتا ہے۔ قرآن کی یہ خوبی پہلے تو انسان کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ پھر اسے اپنی طرف کھینچتی ہے اور آخر میں اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے"۔

آگے چل کر مصنف لکھتا ہے:۔

"مؤرخین کو یہ بات سمجھنے میں بہت زیادہ تکلف سے کام لینا پڑا ہے کہ عرب کے وحشی انسانوں نے بغداد اور قرطبہ (اسپین) میں علوم و فنون کی بنیاد کس طرح ڈالی؟ وہ عربوں کے علمی ذوق کو دیکھ کر حیران رہ گئے لیکن یہ بات نہ سمجھ سکے کہ ان کے اس ذوق کے محرکات کیا تھے۔ کسی نے کوئی وجہ بیان کی، کسی نے اسے اتفاق کے سر منڈھ دیا اور کسی نے یونانی علوم کو اس کا محرک بنا دیا، حالانکہ یونانی علوم کی طرف رغبت بھی وہی قوم کر سکتی ہے جسے پہلے سے عقلی علوم کا چسکہ ہو، لیکن اگر یہ مؤرخ قرآن سے بھی واقف ہوتے تو انہیں اس قدر دور از کار باتیں بنانے کی ضرورت پیش نہ آتی، وجہ صاف ہے کہ قرآن عقل کا زبردست مؤید ہے۔ اب بات بالکل صاف ہے کہ جس قوم کا مذہب عقل اور برہان ہو وہ سائنس اور علوم کی مخالف نہیں ہو گی بلکہ مذہبی حیثیت سے سائنس کی سرپرستی کرنا اس کا فرض ہو گا اگر قرآن عقل کی افادیت کا قائل نہ ہوتا تو مسلمان بھی علوم کی سرپرستی کبھی قبول نہ کرتے اور اسپین کی راہ سے سائنس کی شمع یورپ میں کبھی روشن نہ ہوتی"۔

اس کے بعد کتاب کے مصنف (V.GORDON CHILDE) نے اسلام کی بعض خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے وہ لکھتا ہے کہ

"ہماری مہذب دنیا میں آرٹ (ART) (فنونِ لطیفہ) کو اہمیت حاصل ہے۔ وہ ہمارے کیریکٹر کا جزو بن چکا ہے مگر دنیا کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ قرآن میں آرٹ کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ جن لوگوں نے جمالیات میں زندگی گذاری ہے اور جنہیں اسے ترقی دینے پر فخر ہے وہ یقیناً اسلام سے مایوس ہو گئے کہ اس میں ان کے ذوق کی یہ چیز نہیں۔ لیکن داد دینی پڑتی ہے قرآن کے "مصنف" کو کہ اس نے سیرت کی ان تمام برائیوں کو چیلنج کیا جو آرٹ کے نام سے ہماری سوسائٹی کو گمراہ کر رہی ہیں اور اس کی قدر اس وقت معلوم ہو گی جب ایک طویل زمانہ کے بعد آرٹ کی برائیاں زندگی کی سطح پر آ جائیں گی اور ہماری نئی نسلوں کو گھن لگا دیں گی۔ ہمارا آرٹ کیا ہے؟ ذہن کی بے راہ روی، اخلاق کی کجی، ذوق کی شوریدگی، جنسی انارکی، عیش و عشرت کی بے لگامی اور پرانی برائیوں کو چھپانے کی ایک ترکیب! قرآن نے بت پرستی کی تردید اور مذمت کر کے آرٹ کی آدھی عمارت کو مسمار کر دیا کیونکہ آرٹ کا بہت بڑا حصہ قدیم زمانہ کے بتوں اور تصویروں کی ایک شرمناک یادگار ہے اور ان جنسی تعلقات کی یاد دہانی جن پر جمالیات کا خول چڑھا ہے۔ قرآن حُسنِ ایزدی کا آئینہ تو ہے۔ فحش کاری کا معلّم نہیں ہے"۔

آج کل فنونِ لطیفہ کی بڑی قدر ہے لیکن وقت آئے گا کہ آرٹ کی برائیاں ظاہر ہوں گی اور مصنف کی پیش بینی ایک حقیقت بن کر سامنے آئے گی۔

مصنف نے اسلامی ارکان پر جس انداز میں تبصرہ کیا ہے وہ بھی قابل ملاحظہ ہے:۔

"قرآن نے جن فرائض پر روشنی ڈالی

ہے انہیں پڑھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ اس کے "مصنف" نے دین اور دنیا کو سمونے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ نماز پانچ وقت پڑھی جاتی ہے جو زندگی کی ایک دوامی حرکت ہے ایک ان دیکھی ہستی سے تعلق پیدا کرنا اور اس کے ذریعہ دنیا کے ساتھ اس کے مناسب حال سلوک کرنا، نماز کا سب سے بڑا مقصد ہے اور خیال میں نہیں آ سکتا کہ اس سے بہتر بھی عبادت کا کوئی اور طریقہ ہو سکتا ہے۔ جب ایک شخص مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوتا ہے تو وہ صرف خدا ہی کا تصور نہیں کرتا بلکہ خدا کی ساری مخلوق سے اپنے رشتہ کی تجدید کرتا ہے۔ حج کے آئینہ میں بھی دین اور دنیا کا عکس پڑتا ہے اور فریضہ میں وہ سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو ایک جامع تصور کی غایت ہے۔ کواپریٹو سوسائٹیاں زمانہ حال کی پیداوار ہیں، مجالس امداد باہمی کی تحریک بالکل جدید ہے۔ لیکن قرآن کے "مصنف" نے زکوٰۃ کی مد قائم کر کے وہ تمام اغراض حاصل کر لیئے جو آج کل کی سوسائٹیوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ زکوٰۃ میں اخلاص اور ایثار ہے، غمخواری اور ہمدردی ہے لیکن امداد باہمی کی تحریکات اس روح سے خالی ہیں۔ قرآن نے زکوٰۃ کو تجارت سے بالاتر رکھا ہے۔ وہ ایک ایسی صداقت ہے جس کا مفہوم زمانۂ حال کی کسی تحریک میں نہیں پایا جاتا۔

اسلامی روزہ کے متعلق صرف اتنا کہنا کافی ہوگا کہ اس میں انسانی کمزوریوں کی پوری رعایت رکھی گئی ہے اور ہمارا خیال ہے کہ روزہ کی دوسری شکلیں اس شکل کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔"

قرآن کی سیاست پر مصنف نے پورے دو صفحوں پر بحث کی ہے آخر میں لکھا ہے کہ

"قرآن کو دوسری مذہبی کتب پر یہ تفوق حاصل ہے کہ اس میں سیاست اور اصول حکمرانی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ان اصولوں میں اس قدر زور اور طاقت ہے کہ پڑھنے والا فوراً متاثر ہو جاتا ہے۔ قرآن نے سیاست میں ذرا بھی کمزوری نہیں دکھائی، سیاست کے ہر جزو میں وہی زور اور تاثیر ہے جو اس کا فطری تقاضا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قرآن نے اخلاق، خوفِ خدا، خدمتِ خلق اور تصورِ آخرت سے سیاست کو بیگانہ نہیں رکھا اور یہی وہ چیز ہے جس سے موجودہ عہد کی سیاست محروم ہے اور اس محرومی نے دو بڑی جنگوں کا تماشہ دکھایا ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ یورپ کے معاہدے، یورپ کی دفاعی تدابیر، یورپ کا سیاسی اتحاد اور بین الاقوامی پارلیمنٹ یا حکومت کی تجویز اور دوسری تمام تدابیر ناکام اور بے سود رہیں گی اگر اس کی بنیادوں میں خدا کے تصور اور اخلاقی قدروں کو جگہ نہ دی گئی۔ جہاں عالمی امن کے لئے بہت سے نسخے آزمائے گئے ہیں وہاں مذہب کا یہ نسخہ بھی آزما کر دیکھ لینا چاہیئے۔ اگر اس کے لئے کوئی تیار ہو تو مشورہ دوں گا کہ وہ اس سلسلہ میں قرآن کو ہرگز نظرانداز نہ کرے کیونکہ اس راہ کی رہنمائی اس کتاب سے بہتر اور کتاب انجام نہیں دے سکتی۔"

مصنف کا یہ فیصلہ بھی سننے کے قابل ہے۔ کہ

"افسوس کہ اسلام کی مثالی اسٹیٹ کے قیام کے لیئے اب تک کسی نے کوشش نہیں کی۔ مصر، ترکی، ایران، افغانستان وغیرہ مسلم حکومتوں کو اس اسٹیٹ سے کوئی تعلق نہیں جس کا نمونہ تیرہ صدی پہلے عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کیا تھا، قرآنی اسٹیٹ اور مسلم اسٹیٹ میں فرق نہ کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک کسی سیاسی طاقت کا سوال ہے۔ وہ خود یورپ کے لیئے تباہ کن ثابت ہوئی ہے ایسی طاقت سے وہ کمزوری اچھی جو ہیروشیما اور ناگاساکی کی بربادی پہ ماتم سرا ہو اور جو طاقت پر دو آنسو بہائے۔"

ان سطور کو پڑھئے اور یہ دیکھئے کہ قرآن اپنی صداقت کا اعتراف کن لوگوں سے کرا رہا ہے اور اس کے ماننے والے اگر کچھ کرنا چاہیں تو کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ کیا ہمارے مفکرین اور مقننین کے لئے مذکورہ بالا الفاظ میں کوئی درسِ عمل موجود نہیں؟

اس کتاب کے بعض اور حوالہ جات بھی قابلِ قدر ہیں مگر طوالت کے خیال سے ہم نظرانداز کرتے ہیں۔ (جمعیۃ ٹائمز)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں!

برادرِ محترم جناب طالب حسین صاحب جناب جوش صاحب ملسیانی (مشرقی پنجاب) کے شاگرد رشید ہیں جن کو حضرت داغؔ مرحوم سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ طالب حسین کی نعت کا رنگ جھلک رہا ہے۔ (منظور سعید احمد)

حدودِ فہم خرد سے باہر بلندیوں پر مقام تیرا
ہے ذات خیرالانام تیری کلام خیرالکلام تیرا

نزولِ رحمت ہے ذکر تیرا حصولِ راحت ہے فکر تیری
نویدِ صبر و قرار لے کر زباں پہ آتا ہے نام تیرا

تری صباحت ہے بحر و بر میں تری ملاحت سے خنک تر ہیں
تمام دنیا پہ چل رہا ہے فسونِ حُسنِ تمام تیرا

ترے سخن کے تمام تیور حسین تر ہیں جمیل تر ہیں
زباں فصاحت مقام تیری بیاں بلاغت نظام تیرا

ظہور تیرا ہے ہر چمن میں تو نُور تیرا ہے ہر دمن میں
ہر ایک لب پر تری ثنا ہے ہر ایک دل ہے مقام تیرا

اسے بھی اپنی عطا عطا کر مقامِ رحمت سے آشنا کر
حقیر طالب حسین بھی ہے غلامِ ابنِ غلام تیرا

عالم اسلام

ہم جنگ کی تیاری کر رہے ہیں فتح ہماری ہوگی، صدر ناصر

اسرائیل امریکہ کی مدد سے عرب علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے رجعت پسند عرب حکومتیں اسرائیل نواز ہیں

متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر جمال ناصر آج لیبیا کے دورہ سے واپس آگئے اب وہ جمعرات کو سوڈان جائیں گے جہاں ہمسایہ عرب ملکوں کے درمیان نئے سہ افریقی اتحاد پر مزید مذاکرات کریں گے کل رات انھوں نے لیبیا کے شہر بن غازی میں ایک بہت بڑے جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل نے ۶۷ء کی جنگ میں جن عرب علاقوں پر قبضہ کیا تھا انھیں واپس لینے کا واحد طریقہ طاقت ہے۔ لیبیا کے صدر کرنل قذافی نے جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مشرق وسطیٰ کے سیاسی تصفیہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا انہوں نے رجعت پسند عرب طاقتوں پر الزام لگایا ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف ناکہ بندی سے منہ موڑ رہی ہیں، آج اخبار الاہرام نے خبر دی ہے کہ عرب جمہوریہ سوڈان اور لیبیا کے وزرائے دفاع کی کانفرنس جنوری کے اوائل میں قاہرہ میں ہوگی۔ تینوں ملکوں کے تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے اس کانفرنس میں وزرائے اقتصادیات اور وزرائے ثقافت بھی شریک ہوں گے۔ صدر ناصر خرطوم پہنچنے کے بعد یوم آزادی کی تقریبات میں شرکت کریں گے خرطوم کی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ دور دور سے لوگ پہنچنے لگے ہیں تاکہ جشن آزادی میں شریک ہو سکیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سوڈان کا ایک فوجی دستہ پہلے ہی نہر سویز کے محاذ پر تعینات ہے جنوری میں اسرائیل سے براہ راست جنگ کرنے والے عرب ملکوں مصر اردن، شام اور عراق کی ایک کانفرنس بھی ہوگی جس میں سوڈان اور لیبیا کے نمائندے بھی شریک ہوں گے اور اس طرح اسرائیل کے خلاف عربوں کے فوجی محاذ کو طاقتور بنایا جائیگا۔

ناصر کی تقریر: صدر ناصر نے بن غازی میں جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل اور امریکہ مزید عرب علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جو کچھ طاقت کے ذریعہ چھینا گیا ہے۔ اسے طاقت کے ذریعے ہی واپس لیا جا سکتا ہے۔ عرب قوم نے تمام عرب علاقوں کو آزاد کرانے کی جد وجہد جاری رکھنے کا عہد کر لیا ہے ہم اپنی مسلح افواج کو طاقت ور بنانے کا عزم رکھتے ہیں اور جنگ کے دن کی تیاری کر رہے ہیں

لیبیا کے صدر نے نہر سویز کے محاذ پر اپنی فوج بھیجنے کی پیش کش کی دی

ہم نے پہلے ہی کافی کامیابی حاصل کر لی ہے اور سامراجیت و صیہونیت کے خلاف فتح یقینی ہے۔ انقلاب لیبیا نے استعماریت کو حیرت میں ڈال دیا ہے انہوں نے انقلاب کے خلاف ایک حالیہ سازش کا بھی ذکر کیا جس میں دو وزراء ماخوذ تھے اور کہا، یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ انقلاب کا تحفظ کریں اس لیے کہ استعماریت آپ کی مسلح افواج میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرے گی اس سلسلے میں آپ کو چوکس رہنا چاہیے۔ انقلاب لیبیا نے اسرائیل کے خلاف عربوں کی جنگ کو نئی توانائی عطا کی ہے اور ان میں پہلے سے زیادہ اعتماد پیدا کر دیا ہے، انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ لیبیا کے انقلابی افسران نے اپنی فوجیں نہر سویز کے محاذ پر رضا کارانہ طور سے بھیجنے کی پیش کش کی ہے تاکہ وہ مصری فوجوں کے شانہ بشانہ دشمن کا مقابلہ کر سکیں، صدر ناصر نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے اس پیش کش کو قبول کر لیا ہے یا نہیں انہوں نے کہا کہ اسرائیل امریکہ کی مدد سے مزید عرب علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ انہوں نے رجعت پسند عرب حکومتوں پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ وہ صیہونیت اور سامراجیت کے اتحادی بن کر رباط سربراہ کانفرنس میں شریک ہوئے تھے لیکن عرب عوام اتحاد چاہتے ہیں اس لیے کہ وہ اتحاد نہ ہونے کے باعث فلسطین سے ہاتھ دھو چکے ہیں۔ اور ۶۷ء کی جنگ ہار گئے ہیں۔ صدر ناصر اور ان کے وزیر جنگ نے کل لیبیا کے فوجی کمانڈروں سے جنگی امور پر طویل صلاح مشورے کیے۔

کرنل قذافی: لیبیا کے صدر کرنل قذافی نے اپنی تقریر میں کہا کہ مشرق وسطیٰ کا پر امن تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے فلسطین کی آزادی پر زور دیا اور کہا کہ عربوں کو متحد ہو جانا چاہیئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آج دنیا کے اس علاقہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ تاریخی اہمیت رکھتا ہے انقلاب لیبیا نے دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ عرب سودے بازی نہیں کر سکتے۔ آج سوڈان اور لیبیا بھی انقلاب مصر میں شریک ہو گئے ہیں۔ اب عربوں میں اتحاد کا خواب پورا ہو کر رہے گا اور مستقبل کی جنگ میں سوڈان، لیبیا بہت اہم کردار ادا کریں گے۔

نہ تو ہم ہتھیار ڈالیں گے اور نہ ہی سودے بازی کریں گے اور نہ ہی پر امن تصفیہ کریں گے۔

* * *

قاہرہ میں اسرائیل کے خلاف چھ عرب ملکوں کے محاذ کی کانفرنس ہوگی

بدعنوان افسروں کے دلچسپ اور سبق آموز واقعات

جناب محمد علی سابق وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی ——— مترجم : محمد عثمان غنی

(گزشتہ سے پیوستہ)

۹:- ایک قیدی کا وزیر اعلیٰ سے انٹرویو

اسی طرح کا ایک اور قصہ ملاحظہ ہو جس میں ایک مجسٹریٹ نے ایسا ہی مقدمہ نپٹایا۔ کوئی بیس برس ہوئے۔ ایک وزیر اعلیٰ نے ایک سنٹرل جیل کا معائنہ کیا۔ ایک قیدی نے جیل کے حکام سے گزارش کی۔ وہ اسے معزز شخصیت سے انٹرویو کی اجازت دیں۔ اسے وزیر اعلیٰ کے روبرو پیش کیا گیا تو وزیر اعلیٰ نے کہا اپنی شکایت بیان کرو اُس نے کہا حضورِ عالی! صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ جس مجسٹریٹ نے مجھے سزا کا حکم سنایا تھا، اُس سے آپ صرف ایک سوال کریں کہ آیا جب تک میرا مقدمہ زیر سماعت رہا اُس نے ایک بار بھی میری شکل دیکھی ہے؟ اتفاق کی بات ہے کہ جب بھی کبھی ملزم عدالت میں پیش ہوُا، اُس کا مقدمہ مجسٹریٹ کی عدم موجودگی میں پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر نے ہی سُنا یہاں تک کہ فیصلہ بھی پراسیکیوٹنگ انسپکٹر نے ہی مجسٹریٹ کی عدم موجودگی میں ٹائپ کروایا کیونکہ وہ "اپنے گاؤں" "دورے" پر گیا ہوُا تھا ——— مجسٹریٹ سے جواب طلبی کی گئی تو اُس نے کہا کہ یہ جھوٹا الزام ہے۔ اگرچہ وزیر اعلیٰ سمیت سب جانتے تھے کہ کون غلط ہے اور کون صحیح۔ قیدی کو بہر حال رہا کر دیا گیا۔

۱۰:- دو کڑھی ہوئی شالوں کی رشوت

۱۹۲۰ء کے اواخر کا ذکر ہے کہ ہمارے ضلع میں ایک انگریز فوجی افسر بطور اسسٹنٹ کمشنر تعینات تھا۔ وہ فوج کے لئے نااہل تصور کیا گیا۔ اس لئے اس کو عدلیہ کی طرف لگا دیا گیا۔ ایک دفعہ وہ ایک مالی کے مقدمہ کی سماعت کر رہا تھا۔ مستغیث جو ایک سودی روپیہ کا تاجر تھا اُس نے اُس انگریز کی ہتھیلی گرم کر دی اور اُسے راضی کیا کہ وہ تمام رقم جو اس نے مقدمہ میں لکھی ہے اُس کی وصولیابی کا فیصلہ کر دے۔ چنانچہ یہی فیصلہ کھلی عدالت میں سُنا دیا گیا۔ اُسی شام مدعا علیہ بھی اسسٹنٹ کمشنر کی کوٹھی پر جا پہنچا اور دو کڑھی ہوئی چادریں ساتھ لے گیا تاکہ اپنا مقدمہ مضبوط کر سکے۔ جوڈیشل آفیسر کا دل نرم ہو گیا۔ اگلے روز اُس نے مقدمہ کی فائل منگوائی اور آخر میں یہ الفاظ لکھ دیئے "رقم پچاس روپے سالانہ کی قسطوں میں واجب الادا ہے۔" آفیسر کو یہ علم نہ تھا کہ مستغیث نے پہلے ہی فیصلہ کی مصدقہ نقل حاصل کر لی ہوئی تھی۔ یہ انکشاف ہوُا کہ پہلا فیصلہ کافی حد تک تبدیل کر دیا گیا ہے تو حکومت کو اطلاع کی گئی اور آفیسر کو خاموشی کے ساتھ ولایت بھجوا دیا گیا۔

۱۱:- چار سو روپے ماہانہ آمدنی اور ہزاروں روپے خرچ

پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کا ایک آفیسر تھا جس کی تنخواہ صرف چار سو روپے تھی۔ لیکن اس قلیل آمدنی میں سے وہ اس قابل تھا کہ تقریباً چھ سو روپے ماہوار اپنے ایک بیٹے کو بھجواتا جو انگلستان کی ایک مشہور یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا سات آٹھ سو روپے اس کا ماہانہ شراب کا بل ہوتا تھا اور بایں ہمہ وہ اپنے بہت بڑے کنبہ کی بھی بہت اونچے معیار پر پرورش کرتا تھا۔ حد تو اُس وقت ہو گئی جب اُس نے ایک بہت بڑے صحت افزا پہاڑی مقام پر ایک عالیشان ہوٹل بنایا۔ اینٹی کرپشن کے محکمہ نے اس سے وضاحت طلب کی کہ اس نے اتنی عظیم الشان عمارت کن ذرائع سے تعمیر کی ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ تقسیم ملک کے وقت اُس نے ایک ہندو صراف سے دس سیر سونا بحساب ۳۵ر روپے فی تولہ ۲۷۰۰۰ر روپے میں خریدا تھا۔ (اس زمانے میں سونے کا بھاؤ تقریباً ۹۰ر روپے فی تولہ تھا۔) جب اُس سے مزید سوال کیا گیا کہ تم نے ستائیس ہزار روپے کہاں سے لئے تو اس نے آہستگی سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی اور لڑکیوں کے سونے کے زیورات بحساب ۹۰ر روپے فی تولہ فروخت کر کے یہ روپیہ جمع کیا تھا۔ حیرت کی بات ہے کہ اُس کے اس بیان کی تصدیق اُس کے چیف انجینئر نے بھی کر دی جو کہ انگریز تھا۔ جب آخر کار محکمہ اینٹی کرپشن نے اُس کے خلاف عدالتی کارروائی کرنے کا فیصلہ کر لیا تو وہ دُنیا ہی سے رخصت ہو گیا۔ اور اُس کا مقدمہ احکم الحاکمین کی عدالت عالیہ میں منتقل ہو گیا۔

۱۲:- کنجوس کی عبرت ناک موت

اوائل ۱۹۳۰ء کا ذکر ہے کہ ہمارے ضلع میں ایک "منصف" رہتا تھا جو ذات کا بنیا تھا۔ وہ بہت بڑا رشوت خور اور پہلے درجہ کا کنجوس تھا۔ وہ اپنی ماہوار تنخواہ یا حرام ذرائع سے حاصل کی ہوئی دولت کسی بینک میں جمع کروانے کے حق میں نہ تھا۔ وہ چاندی کے سکے لے کر ایک تجوری میں بند کر دیا کرتا۔ ہندو کیلنڈر کے حساب ہر پہلی تاریخ کو وہ اپنی تجوری سے روپے نکالتا اپنے ہاتھوں سے اُن کو دھوتا اور پھر انہیں تجوری میں ڈال دیتا۔ اُس کے پاس ایک پارٹ ٹائم مسلمان ملازم تھا۔ جو انگریزوں کی ایک میس کا خانساماں بھی تھا۔ وہ انگریزوں کا بچا کھچا کھانا، اور ٹکڑے اپنے مالک کے لئے لے آیا کرتا تھا اُس زمانے میں ایسا کبھی سُننے میں نہیں آیا کہ کوئی اونچی ذات کا ہندو، کسی مسلمان کو ملازم رکھے اور پھر وہ ایسا کھانا کھائے جو غیر ہندوؤں کے لئے پکایا گیا ہو۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی کنجوسی نے اُس کو اس حد تک گرا دیا کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات کا بھی احترام نہ کرتا۔ اُس کے ماہوار اخراجات، کرایہ مکان، ملازم کی تنخواہ اور دیگر ضروریات سمیت پچاس روپے سے زیادہ نہ تھے۔ ظاہری طور پر اُس کے کوئی قریبی تعلقدار نہ تھے۔ کیونکہ کوئی بھی اُس سے ملنے کے لئے نہ آتا تھا۔ نہ ہی وہ کبھی اپنے شہر سے باہر گیا کہ کسی سے ملتا۔ اُسے نمونیہ ہو گیا۔ لیکن وہ ڈاکٹر کو نہ بلاتا

مُبادا وہ اُسے دوائیں خریدنے کو نہ کہہ دے۔ ایک صبح اُس کے نوکر نے دیکھا کہ وہ مرا پڑا ہے اور اُس کی بانہیں اُس کی تجوری کے گرد حلقے کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ جب ڈاکٹر نے اُس کی لاش کا معائنہ کیا اُس کا خیال یہ تھا کہ رات کو کہیں اس پر خبط سوار ہوا اور وہ اُٹھا کہ اپنی تجوری کھولے اور دیکھے۔ لیکن یہ تکلیف اُس پر اس قدر شاق گزری کہ وہ برداشت نہ کر سکا اور دل کی حرکت بند ہوجانے سے مَر گیا۔ اُس کی موت کے بعد اُس کے ملازم نے چپکے سے ساری دولت اپنے قبضے میں لے لی۔ کیونکہ وہی تو اُس کا واحد وارث تھا۔ اُس نے میس کی نوکری چھوڑ دی۔ اور فوری طور پر ایک ہوٹل خرید لیا۔ بعد میں اُس نے ضلع بھر کے پہاڑی صحت افزا مقامات پر کئی ہوٹل بنا لئے خدا کی قدرت کچھ عرصہ تو وہ دولت میں کھیلتا رہا اور کوئی اُس جیسا امیر نہ تھا۔ لیکن جلد ہی اُس کا دیوالیہ پِٹ گیا اور وہ بھی اُسی مکان میں اُسی طرح مرا جس طرح اُس کا ہندو کنجوس مالک بیس برس قبل مرا تھا۔

۱۳۔ اعزازی مجسٹریٹوں کی آمدنی

ایک صوبیدار میجر تھا۔ جو طویل عرصہ تک اعلیٰ کارکردگی کے بعد فوج سے سبکدوش ہو چکا تھا۔ سبکدوشی کے بعد اُس نے ہمارے ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے درخواست کی کہ چونکہ اُس کی پنشن بہت ہی قلیل ہے۔ اس لئے یا تو اُسے ابطور اعزازی مجسٹریٹ کے ملازم رکھ لیا جائے یا فرنٹیر کرائمز ریگولیشنز کے تحت اُسے جرگہ کا ممبر بنا دیا جائے۔ یا پھر اُسے جنگلات میں سے کچھ درخت عطا کر دیئے جائیں تاکہ وہ لکڑی حاصل کرکے اپنے بڑے کنبہ کی پرورش کر سکے۔ ڈپٹی کمشنر نے اُسے کہا کہ چونکہ اعزازی مجسٹریٹ کا عہدہ بلا تنخواہ کے ہوتا ہے وہ اُس سے کس طرح دولت کما سکے گا؟ اُس نے جواب دیا۔ "حیرت کی بات ہے اگر اعزازی مجسٹریٹ کی آسامی بلا معاوضہ ہے تو میرے ایک چچیرے بھائی نے اپنے آباؤ اجداد کا بھاری قرضہ جو قریب قریب پچاس ہزار روپے پر مشتمل تھا۔ کس طرح بے باک کر ڈالا؟ اور پھر اُس کے ہاں گھی کے کنستر، گیہوں کی بوریاں اور شہد کی بوتلیں وغیرہ وغیرہ کس طرح ہر ماہ برابر پہنچتی ہیں؟" ڈپٹی کمشنر اُس کی اس حاضر جوابی پر مسکرا پڑا۔ اور چیار کے ایک سو درخت اُس کو عطا کر دیئے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے، کہ اُس کے چچیرے بھائی کی مدتِ ملازمت میں پھر توسیع نہ ہوئی۔

۱۴۔ رِشوت خور پیر

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مجسٹریٹ جس کے باپ کو ایک نہایت عابد و زاہد آدمی ہونے کے باعث کافی شہرت حاصل ہو گئی تھی۔ مقدمہ باز لوگ اکثر اس بڑے میاں کے پاس آیا کرتے اور اُس سے مؤدبانہ التجا کیا کرتے کہ اپنے تقدس کا واسطہ دے کر اللہ میاں سے دُعا کیجئے کہ وہ ہمارے مقدمات میں ہمیں کامیابی عطا کر دے۔ وہ فجر کی نماز اپنے گھر کی بیٹھک میں پڑھا کرتا تھا۔ جہاں اُس کے ارادت مند آیا کرتے تھے نماز کے بعد وہ لوگ "شکرانہ کے روپے" اُس کے مصلّے کے نیچے رکھ دیا کرتے تھے۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے، کہ "پیر صاحب" کی دُعا اکثر و بیشتر قبول ہی ہو جاتی۔ کم از کم مجسٹریٹ صاحب کے ہاں سے قبولیت ہو ہی جاتی، جب یہ سیکنڈل وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لایا گیا تو اُس نے پولیس کو حکم دیا کہ اس "پیر صاحب" کا ماضی تو معلوم کریں۔ تحقیقات پر پتہ چلا کہ آنجناب پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے ایک برخاست شدہ ملازم ہیں۔ سچ ہے چیتا اپنے دھبّے تبدیل نہیں کر سکتا۔

۱۵۔ مجسٹریٹ سے پنجہ آزمائی

اب سنیئے ہمارے ضلع کی ایک ادھیڑ عُمر کی خوبرو عورت کا قصّہ جو ۱۹۲۰ء کے اوائل میں ہُوا کرتی تھی۔ وہ "حاجو" کے نام سے مشہور تھی۔ لیکن اُس کا اصل نام کچھ اور تھا۔ وہ ڈاکوؤں کے ایک سردار کی بیوہ تھی۔ اُس کا خاوند پولیس کی گولی سے مَر گیا تو وہ ڈاکوؤں کی سرگروہ بن گئی۔ اُس کی تنظیم نے اُس کے گروہ کو نئی زندگی عطا کی۔ کچھ عرصہ تو وہ خوب لوٹ کھسوٹ کر کے بچ جاتے رہے۔ لیکن آخرکار ایک دن سرگروہ سمیت سارے ڈاکو پکڑے لئے گئے۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بڑا رشوت خور اور زانی افسر تھا۔ سارے کے سارے ڈاکوؤں کو لمبی مدت کی قید کی سزا سُنائی گئی۔ لیکن عجیب اتفاق ہے کہ عورت کو بَری کر دیا گیا۔ جونہی وہ کچہری سے فیصلہ سُن کر نکلی تو وہ سیدھی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے دفتر پہنچی اور اُس سے جاکر کہا کہ اے۔ ڈی۔ ایم نے مجھے خفیہ طور پر بتایا تھا کہ میں تمام ڈاکوؤں کو رہا کر دُوں گا۔ مجسٹریٹ کے بعض خفیہ حالات اُس عورت نے جو بیان کئے تو ایس پی کو یقین آگیا۔ کہ یہ سچی ہے۔ صوبائی حکومت نے مجسٹریٹ کو کہا کہ یا تو انکوائری کا سامنا کرو یا پھر استعفیٰ دے دو۔ اُس بچارے نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اور خاموشی سے نوکری چھوڑ کر چلا گیا۔

دس سال کے بعد اُس عورت کے پہلے شوہر سے جو دو لڑکے تھے، ان پر ڈاکہ کا مقدمہ چلایا گیا۔ اُن کی عمریں ۱۸ اور ۱۶ سال کی تھیں۔ مقدمہ کی سماعت ایک ہندو مجسٹریٹ کر رہا تھا۔ ملزموں کا وکیل صفائی راقم الحروف تھا۔ مجسٹریٹ نے جو علاقے میں نو وارد تھا، وقوعہ کی جگہ کا معائنہ کرنا چاہا۔ میں نے اُس کو ہدایت کی کہ ایسا کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے کیونکہ وہ گاؤں مجسٹریٹوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی وجہ سے بہت بدنام ہے۔ لیکن اُس نے اصرار کیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو مجسٹریٹ نے اپنی سرکاری ٹھاٹھ باٹھ کے نشہ میں سارے گاؤں کے لوگوں کے سامنے ملزموں کے خاندان کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ بہادر حاجو سے یہ ہتک برداشت نہ ہو سکی۔ اُس نے مجسٹریٹ کی مسلح گارد کے سامنے اُس کی خوب پٹائی کی۔ نہ تو اُس کے حفاظتی دستہ نے ہی اُس کو بچایا اور نہ دیہاتی لوگوں نے۔ بڑا ہی کٹھن معرکہ تھا۔ آخرکار میں نے بصد مشکل مجسٹریٹ کو حاجو کے مضبوط پنجے سے چھڑایا مجسٹریٹ کو بڑی شرمندگی ہوئی اور وہ منہ بسور کر وہاں سے چل دیا۔ جب تک وہ وہاں تعینات رہا اُس کے بعد پھر اُس نے کبھی کسی گاؤں کا رُخ نہ کیا چونکہ اُس کی عزت اور وقار کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا تھا۔ اُس نے جلد ہی تبادلہ

کروا لیا۔

۱۶: "رشوت آباد" کا پس منظر

"رشوت آباد" نامی گاؤں کی وجہ تسمیہ سنیئے۔ گاؤں کا بانی ایک اعلیٰ افسر تھا۔ جس نے اپنی طویل مدت ملازمت کے دوران ناجائز ذرائع سے بے حساب دولت جمع کر لی تھی۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران اُس کی ملازمت کا آخری زمانہ تھا اور اُن دنوں میں تو اُس نے خُوب خُوب ہاتھ رنگے۔ انگریز حکام اُس کی وفاداری کو دیگر ملازمین کے سامنے نمونہ کے طور پر بیان کیا کرتے تھے۔ وہ عام پبلک کے سامنے کہا کرتا تھا کہ اُس کو خداوند تعالےٰ کے ساتھ شرفِ ہمکلامی حاصل ہے اور وہ اکثر بڑے بڑے افسروں سے کہا کرتا تھا کہ مجھے خدا کی طرف سے یہ معلوم ہُوا ہے کہ آخرالامر انگلستان کو دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی۔ انگریز افسروں کو یہ تو خوب معلوم تھا کہ یہ شخص پرلے درجے کا بد دیانت ہے۔ لیکن چونکہ وہ تاجِ برطانیہ کا حد درجہ وفادار تھا اور پھر سول نافرمانی کی تحریک کے دوران بھی اُس نے انگریزوں کی وفاداری کا کافی ثبوت دیا، بلکہ لوگوں کو بھی اس طرف مائل کرنے میں کوشاں رہا۔ اس لئے سرکاری افسر اس کو سزا دینے میں ہچکچاتے تھے۔

ہر اُس مقدمہ کے فیصلہ کی وُہ طویل تاریخ دے دیتا۔ جس میں کوئی نہ کوئی امیر آدمی ملوّث ہوتا اور اُس کی وجہ یہ بتاتا کہ میں اللہ تعالےٰ سے ہدایات کا انتظار کر رہا ہُوں۔ اُس نے جتنے بھی اس قسم کے مقدموں کے فیصلے سُنائے اُن سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ "خدا" نے ہمیشہ امیروں کے حق میں ہی فیصلہ کی ہدایات دیں اُس کا ایک دل پسند مشغلہ یہ بھی تھا کہ وہ تمام مقدمہ باز لوگوں سے ایک جامع مسجد کے لئے بھی چندہ لیتا، جو غالباً وہ ہوا میں بنانے کا ارادہ رکھتا ہوگا۔ ریٹائر ہونے کے بعد اُس نے ایک گاؤں آباد کیا۔ اُس گاؤں کا نام۔ ایک برطانوی افسر نے "رشوت آباد" رکھ دیا۔ ایک روز وہ اُدھر سے گذرا تو ایک دوست سے اُس نے مذاق کے طور پر کہا کہ اس گاؤں کا نام "رشوت آباد" ہونا چاہیئے۔ اور پھر باوجود اُس گاؤں کے بانی کی انتہائی کوششوں کے کہ یہ نام نہ پڑے۔ یہی نام اُس گاؤں کا آج تک مشہور ہے۔

۱۷: حرام کمائی کا عبرتناک انجام

اب ایک ہندو منصف کی داستانِ غم ملاحظہ فرمایئے۔ اُس نے اپنی ملازمت کے آخری تین سال ہمارے ضلع میں گزارے اور ڈھیروں روپیہ کمایا۔ اُس کا کام یہ تھا کہ وہ اپنے ایک دوست کی معرفت رشوت وصُول کرتا جو لکڑی کا سوداگر تھا۔ ریٹائر ہونے کے بعد وہ ہمارے علاقہ ہی میں سکونت پذیر ہوگیا اور ساری کی ساری حرام کمائی اپنے دوست کے لکڑی کے کاروبار میں لگا دی۔ کچھ عرصہ بعد سوداگر نے دیوالیہ پٹ جانے کی درخواست دے دی تمام قرض خواہوں نے اُس کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کی اور مُنصف نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ دیوالیہ نہ پٹے۔ عام طور پر خیال یہی کیا جاتا تھا کہ سوداگر نے کمپنی کی ساری پونجی ہضم کر لی ہے۔ بہرحال آخرکار اُس کا دیوالیہ پٹ گیا اور ساتھ ہی ساتھ منصف بھی قلاش ہوگیا۔ ایک روز جبکہ وہ دیوالیہ کے مقدمہ کی سماعت کے سلسلے میں کچہری جا رہا تھا تو راستے میں تانگے سے گر گیا اور اُس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ جب کچھ مہینوں کے بعد ہسپتال سے آیا تو دیکھا کہ لکڑی کے سوداگر نے اب اور نام سے کپڑے کی دوکان کھول لی ہے۔ بعض دوستوں کے اصرار پر اُس نے محض رحم کھاتے ہوئے اُس غریب ریٹائرڈ منصف کو کلرک کے طور پر ملازم رکھ لیا۔ آخر بیچارا بُوڑھا زخم خوردہ شخص دل برداشتہ ہو کر مر گیا۔

۱۸: افسر اور ماتحت کا کردار

ایک ماتحت افسر اُس وقت رشوت خور اور بد دیانت بنتا ہے جب یا تو لُوٹ مار میں اُس کا اعلیٰ افسر بھی اُس کا شریک اور معاون ہو یا پھر یہ ہے کہ وہ نا اہل ہو۔ اس پر مجھے ایک ایسے ہی سرکاری ملازم کا قصہ یاد آیا جب اُس کی ناجائز حرکات حد سے تجاوز کرنے لگیں تو پولیس نے ایک ثابت شدہ مقدمہ کے تحت اُسے گرفتار کر لیا۔ وہ اپنے اعلیٰ افسر کے پاس پہنچا اور اس سے مداخلت کی درخواست کی۔ اُس نے اُس کی منت سماجت سُنی اَن سُنی کر دی۔ آخر چھوٹے افسر نے مایوس ہو کر پولیس کو بتا دیا، کہ اُس کی ناجائز کمائی میں سے زیادہ حصہ اُس کے اعلیٰ افسر کی جیب میں جایا کرتا تھا۔ اُس نے مزید انکشاف کیا کہ چاندی کے برتن اور ولایت کی ایک مشہور فرم کا بنایا ہُوا کٹلری سیٹ، جو اعلیٰ افسر کی ڈائننگ ٹیبل کی زینت بنا ہُوا ہے یہ بھی میں نے ہی اُس حرام کمائی میں سے خریدا تھا۔ آخر کسی بہت بڑے افسر کی طرف سے سفارش ہوئی تو مقدمہ خارج ہو گیا۔

۱۹: مُرغی خور تحصیلدار کی قبر!

ایک تحصیل دار "مُرغ خور" کے نام سے مشہور ہو گیا۔ وہ مرغیوں کا بڑا دلدادہ تھا۔ اگرچہ وہ رشوت کے طور پر روپے بھی لے لیتا۔ لیکن اگر کوئی اُس کو مرغی پیش کرتا تو پھر تو اُس کی طرف سے انکار ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ ایک گاؤں میں انتقالِ اراضی کا کام کرنے میں مصروف تھا۔ پٹواری نے ایک انتقال پیش کیا تو تحصیل دار سوچ میں پڑ گیا کہ اُس کی تصدیق کرے یا نہ کرے۔ عین اُس وقت متعلقہ زمیندار نے اپنی کہنی دبائی تو اُس کی چادر کے نیچے سے مُرغ نے اذان دے دی۔ جونہی اُس نے مُرغ کی اذان سُنی تو فوراً فیصلہ کر دیا اور انتقال کی تصدیق کر دی۔ تحصیل دار نے اپنے نوکر کو بُلایا اور کہا کہ زمیندار کو ذرا اُدھر لے جاؤ۔ وہاں جا کر مُرغ اُس نے نوکر کے حوالے کر دیا۔ اُس کی یہ عادت ضلع بھر میں سب کو معلوم تھی۔ ایک دفعہ ایک ڈپٹی کمشنر اس علاقے میں کیمپ لگائے ہوئے تھا۔ تو صبح کو اُس نے مرغ کی اذان سُن کر کہا "معلوم ہوتا ہے، تحصیل دار اس گاؤں میں کچھ عرصہ سے نہیں آیا"۔ حسنِ اتفاق دیکھئے کہ ہمارے نامی گرامی تحصیل دار مرحوم کی قبر کے قریب ہی ایک مُرغی خانہ کھول دیا گیا ہے۔

*

درسِ قرآن

"قرآن" اللہ کا کلام ہے

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۱۲)

یہی حال ہوا نجاشی شاہِ حبشہ کا۔ ان کی خدمت میں پہنچتے ہیں جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا لقب ہے جعفر طیار، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں، علی ابن ابی طالب کے بھائی ہیں۔ وہ جب پہنچتے ہیں قاصد کی شکل میں، آپ قائد ہیں لیکن نجاشی کے ساتھ جب سوال اور جواب ہوتے ہیں تو اس کے جواب میں نجاشی نے کیا کہا؟

ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا مؤرخ اور محقق جو آج کل پیرس میں ہے علامہ حمید اللہ حیدر آبادی (اللہ ان کو سلامت رکھے) اُن کی اپنی تحقیق ہے اور یہ تحقیق صحیح ہے کہ نجاشی نے اُسی وقت کلمہ پڑھ لیا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

تو بارش برسی تو کہاں کہاں تک قبول کرنے والوں نے اسے قبول کر لیا۔ لیکن جو قریب رہنے والے بدبخت تھے وہ گڑھے بھی نہ بنے، بلکہ چٹیل بن گئے۔ بارش برسی اور وہ محروم رہے۔ ابولہب کے متعلق فرمایا تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ط ابولہب جہنمی ہوا، عتبہ وغیرہ جہنم رسید ہوئے۔ یہاں پر قرآن کریم نے تمثیل کے طور پر فرمایا۔ ساتھ ہی دلیل بھی بیان کی کہ تم دیکھو وہ کون سی طاقت ہے، زمین ایک ہو، پانی ایک ہو، اور اس پانی کو پلانے والا ایک ہی آدمی ہو، کھیتی باڑی کرنے والا ایک ہی آدمی ہے، لیکن زمین کا کچھ حصہ بہتر بن گیا، کچھ حصہ کمزور بن گیا، کچھ حصہ ردّی بن گیا—— اور یوں بھی ہے کہ ایک ہی زمین میں آپ مختلف بیج بوتے ہیں، ایک بیج میٹھا نکلتا ہے، ایک بیج کڑوا نکلتا ہے، زمین ایک ہی ہے، ایک کیاری میں آپ نے گاجر لگا دی، اس کو گاجر کی شکل میں اس نے پیش کر دیا۔ دوسری کیاری میں آپ نے مرچ لگا دی اُس نے وہ مرچ کی شکل میں آپ کے سامنے پیش کی——

تو یہ زمین میں اتنی قوتیں پیدا کرنے والی کون سی طاقت ہے؟—— زمین کے اندر کس نے مشین لگائی؟ کس نے کوئی مل لگائی؟ اندر کون سا کارخانہ ہے؟ یہ مٹی کے ڈھیلے جو ہمیں نظر بھی نہیں آتا ان میں کیا ہو رہا ہے؟ ہم یہ کہتے ہیں یہ مٹی کے ڈھیلے ہیں، ان میں حیات نہیں ہے۔ ارے بھائی! حیات نہیں ہے؟ مردہ بھی کسی کو زندگی دے سکتا ہے؟ بھائی اگر مٹی کے ڈھیلوں میں حیات نہیں ہے، یہ مردہ ہیں، یہ ڈھیلے ہیں، یہ مٹی ہے، تو جو چیز ہم نے اس میں بوئی اس کو حیات کس نے بخشی؟ ؏

خفتہ را خفتہ کے کُند بیدار

مُردے کو تو مردہ زندہ نہیں کر سکتا۔ اگر مٹی میں زندگی نہیں، حیات نہیں، تو اُس مٹی نے بیج کو کیسے زندگی بخشی؟ اس لئے قرآن کریم نے نتیجے کے طور پر بیان فرمایا——

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ط

قرآن نتیجہ بیان کر رہا ہے—— اللہ تعالیٰ جو مثالیں بیان فرماتے ہیں میرے بھائیو! وہ صرف کہانیاں یا مثالیں نہیں ہوتیں بلکہ ساتھ فرمایا۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (الحشر ۲۱) ہم مثالیں اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ سوچیں۔ فرمایا۔ سوچنے والو! سوچ لو۔ تمہیں کبھی اس بات پر تعجب ہوا۔ اگر تمہارے سامنے کوئی یہ کہہ دے۔ میرے بھائی! اگر کسی چھوٹے بچے کے سامنے جس نے ابھی تک زراعت اور کاشتکاری کو نہ دیکھا ہو، یہ کہہ دیا جائے، کہ بیٹا! یہ جو کھیت تم دیکھ رہے ہو، یہ تو صرف ڈھیلے ہی ہیں۔ یہ صرف ڈھیلے نہیں ہیں ان میں زندگی ہے، ان میں ہم ایک دانہ رکھ دیں گے، بیج بو دیں گے، کچھ زمانے کے بعد اس کو یہ ڈھیلے زندہ کر دیں گے۔

آپ سوچئے میرے بھائی! وہ بیج جو ہماری بوریوں میں پڑا رہتا ہے، وہاں پر تو وہ زندہ نہیں ہوتا لیکن جونہی اُسے زمین میں دفن کر دیا گیا، اور اس کو خاص طریقے پر پانی پہنچایا گیا تو وہ بیج زندہ ہوا اور کہاں زندہ ہوا؟ اُس مٹی میں زندہ ہوا جس مٹی کو ہم مردہ سمجھ رہے تھے—— تو اللہ تعالیٰ نے اس تمثیل کے بعد نتیجے کے طور پر بیان فرمایا کہ اے میرے حبیب! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ان کی یہ بات بڑی عجیب ہے، یہ کہتے ہیں کہ جب ہم مٹی ہو جائیں گے، ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ط کیا ہم پھر دوبارہ زندہ ہوں گے؟

دیکھئے میرے بھائیو، اور بزرگو!—— قرآن مجید کے چار بنیادی مسائل ہیں ویسے تو قرآن سارے کا سارا ہدایت ہے۔ الٓمّٓ سے لے کر والناس تک، اس کا ایک ایک کلمہ، اس کا ایک ایک حرف، اس کا ایک ایک شوشہ، یہ سارے کا سارا ہدایت ہے، ہادی ہے، اور منزّل من اللہ ہے۔ آج کل جو یہ بعض طرف سے شوشے بلند کئے جا رہے ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت دے، کہ یہ قرآن مجید کچھ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنا بھی کلام ہے (نعوذ باللہ من ذالک) قرآن مجید حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام کیسے ہو سکتا ہے؟ قرآن پڑھنے والے نہیں جانتے؟ کیا فرمایا امام الانبیاء کو؟ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○ (القیامۃ ۱۶ تا ۱۹) ان بدبختوں کے لئے تو قرآن نے پہلے سے مسالہ تیار کر رکھا ہے۔ قرآن میں ہر ملحد کا جواب موجود ہے۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ○ (حٰم السجدہ ۴۲) فرمایا کریم اس کو اتار رہا ہوں۔ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ

مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ (حٰم السجدہ ۴۲) فرمایا کہ اس قرآن کے سامنے باطل کہاں ٹھہر سکتا ہے؟ نہ پیچھے سے وار کر سکتا ہے، نہ سامنے سے وار کر سکتا ہے، باطل کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ قرآن میں تمام فتنوں کے جواب پہلے ہی دے دئے۔ جب قرآن نازل کیا — یہ تو اللہ کا کلام ہے، اللہ تعالےٰ تو علیم اور خبیر تھے، ان کو علم تھا کہ دنیا میں ایسے بھی بعض بدبخت پیدا ہو جائیں گے جو یہ کہہ دیں گے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہے۔ اللہ ایسے بدبختوں کو ہدایت دے کہ وہ جہنم سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکیں — مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے، اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس کا انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے کہ قرآن کیا ہے؟ کلام اللہ — اللہ کا کلام ہے — یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام نہیں ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم تک پہنچایا اللہ کے کلام کو — نازل کرنے والے اللہ تعالےٰ، بھیجنے والے اللہ تعالےٰ، کہلوایا کس کی زبان سے —؟ جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا قرآن نہیں بنایا، نہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قرآن میں دخل دیا، قرآن بھیجنے والے نے کیا فرمایا۔ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ اے میرے حبیبؐ! جب آپؐ پر قرآن نازل ہوتا ہے، چونکہ آپؐ قرآن کے سننے میں، سنانے میں، پڑھنے میں، پڑھانے میں بڑے حریص ہیں — حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن پر عاشق تھے، شیدا تھے، اس لئے جب جبریلِ امین قرآن آپؐ کے پاس لے کر آتے تو حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) فوراً ہی پڑھنا شروع کر دیتے تھے (آیت کی تکمیل سے پہلے) تو فرمایا کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ — اے میرے حبیبؐ! آپؐ قرآن مجید پڑھنے میں جلدی نہ کیا کریں، زبان تک نہ ہلائیں۔ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ۚۖ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ پس جب ہم پڑھا کریں تو آپؐ بھی اس کی پیروی کیا کریں۔

یہ جو بعض روائتوں میں آتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب جبریل (علیہ السلام) نازل ہوتے تھے، وحی نازل ہوتی تھی تو اس کی آواز مختلف شکلوں میں تھی۔ کبھی مکھی کی بھنبھناہٹ تھی۔ وہ دوسروں کے لئے تھی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے تو نور ہی نازل ہو رہا تھا۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۚۛ یہاں سب کو مغالطہ لگا ہے اللہ کے بندوں کو (اللہ ان کو ہدایت دے) کہ جب مکھی کی آواز تھی تو الفاظ کون بناتا تھا؟ جی الفاظ وہی بناتے تھے جو مکھی کی آواز کی شکل میں آتے تھے۔ تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) خود نہیں بناتے تھے وہ سمعی کلام ہوتا تھا۔ وہ کلام الفاظ تھے اور وہ الفاظ سنا کرتے تھے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم — اور سننے والے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ شاید اس کی آواز یوں ہے۔

اور اس کی بالکل واضح سی مثال ہے بھائی! آج کل تو ساری مثالیں دنیا نے پیش کر دیں اور وہ ساری کی ساری مثالیں دینِ اسلام کی تائید کے لئے ہیں دیکھئے آپ سب دوست جانتے ہیں کہ جب ٹیلیگراف آفس میں تار دیا جاتا ہے تو سننے والا کیا سمجھتا ہے؟ میں آپ جو اس فن سے ناواقف ہیں، ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ وہاں پر ٹن ٹن ٹن ٹن ہو رہی ہے، ٹِک ٹِک ہوتی ہے، ہمیں تو یہی معلوم ہوتا ہے، لیکن جو وہ وہاں پہ ٹیلیگراف کا ماہر ہے، اس فن کا واقف ہوتا ہے، کلرک یا اُس ڈیوٹی پہ، تو وہ اس سے حروف نکال لیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ فلاں فلاں حرف ہیں۔ یہ میں نے ویسے تھوڑی سی مثال عرض کی — اسی طرح قرآن مجید نازل ہوا نبیٔ کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر۔ سننے والوں نے ممکن ہے اس کو یوں سمجھا ہو لیکن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی طرف سے کلام نہیں بنایا — یاد رکھئے میری بات اب جو میں آئتیں پڑھ رہا ہوں یہ وہی آئتیں ہیں جو نازل ہوئیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور یہ اسی شکل میں نازل ہوئی ہیں۔ اللہ نے یوں ہی فرمایا فَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ — یہ اللہ نے یونہی

فرمایا جس طرح میں پڑھ رہا ہوں — میں نے اپنے بزرگوں سے پڑھا، انہوں نے اپنے بزرگوں سے پڑھا۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) تک پہنچا۔

اس لئے ہمارے اکابر نے کہا ہے کہ قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کے لئے بھی سند درکار ہے۔ یہ مسئلہ بھی سن لیجئے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو برصغیر کے بہت بڑے عالم دین تھے، محقق تھے۔ اور اسرارِ معرفت اور شریعت سے وہ آشنا تھے، انہوں نے اپنی سند لکھی ہے۔ جس طرح قرآن مجید انہوں نے ناظرہ پڑھا ہے اپنے استاد سے، پھر انہوں نے اپنے استاد سے، انہوں نے اپنے استاد سے، حتیٰ کہ انہوں نے وہ سند کہاں تک پہنچائی؟ عبداللہ ابن مسعودؓ تک — اور عبداللہ ابن مسعودؓ نے کس سے پڑھا؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا — یعنی ہمارے ہاں تو تلاوتِ قرآن مجید بھی باسند موجود ہے تاکہ ایسے خبثار کا قلع قمع ہو سکے کہ ہم جو پڑھتے ہیں یہ خود دیکھ کر نہیں پڑھتے بلکہ ہم نے کسی اور سے سنا، اپنے استاد سے، اُس نے اپنے استاد سے، اُس نے اپنے استاد سے، حتیٰ کہ یہ سلسلۂ تلاوت بھی — ترجمہ نہیں میرے بزرگو! تشریح نہیں، بلکہ سلسلۂ تلاوت بھی پہنچ جاتا ہے، کہاں تک؟ جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تک۔ (باقی آئندہ)

محمد نصیر ہمایوں

قسط اول

نام و نسب و ولادت :- مالک نام، ابو عبد اللہ کنیت امام "دار الہجرۃ" (مدینہ) لقب - باپ کا نام انس تھا- سلسلہ نسب یہ ہے :-

مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمر بن حارث بن غیمان بن جثیل بن عمرو بن حارث اصبح -

(بحوالہ کتاب الانساب للسمعانی طبع فوٹو گرافی یورپ لفظ "اصبحی")

سیدنا امام مالک ایک عرب خاندان سے تھے جو دورِ جاہلیت اور اسلام دونوں میں معزز و مؤقر تھا- آباؤ اجداد کا وطن مالوف یمن تھا مگر نورِ اسلام سے منوّر ہونے کے بعد مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مستقل سکونت اختیار کرکے دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے باسی بن گئے- حضرت امام موصوف یمن کے آخیر خاندانِ شاہی یعنی حمیر کی شاخ "اصبح" سے تعلق رکھتے تھے امام کے مورثِ اعلیٰ حارث اس خاندان کے شیخ تھے اسی لیے "ذی اصبح" کے لقب سے وہ مشہور ہیں۔

آپ کے خاندان میں سب سے پہلے جس شخص کو دولتِ اسلام سے مالا مال ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ آپ کے پردادا ابو عامرؓ ہیں۔

وہ عہدِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے- غالباً قبولِ اسلام کی اس شرف اندوزی کی تاریخ نہایت قدیم ہے یعنی سنہ ۲ھ - کیونکہ قاضی ابوبکر بن العلا کی روایت کے مطابق "ابو عامرؓ بدر کے سوا تمام غزوات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے لیکن محدثین کرام کے نزدیک یہ ثابت نہیں چنانچہ محدث ذہبی رح نے تجرید الصحابہ میں ابو عامر اصبحی کا نام لے کر لکھا ہے :-

لَمْ اَرَ اَحَداً ذَکَرَہٗ فِی الصَّحَابَۃِ وَقَدْ کَانَ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :- (ترجمہ) میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ابو عامر کا ذکر صحابہ میں کیا ہو اور وہ (ابو عامر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے۔

ابن حجر نے اصابہ کی قسم ثالث میں ابو عامر اصبحی کا نام لکھ کر ذہبی کی عبارت نقل کر دینے پر اکتفا کیا۔

(بحوالہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۴ صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ کلکتہ)

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ آں حضرت ؐ کے زمانۂ مقدس میں اسلام تو لائے لیکن ان کو شرفِ لقاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہیں ہوا تھا- اس لیے وہ صحابہ کے زمرے میں شامل نہیں ہیں۔

امام مالک ؒ کے دادا مالک بن ابی عامر ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت تابعی ہونے کے علاوہ صحاح کے رُواۃ میں داخل ہیں اور اس سے بڑھ کر ایک اور فضیلت یہ حاصل تھی کہ امیر المومنین داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کامل الحیاء و الایمان سیدنا ذوالنورین عثمانؓ بن عفان کے ساتھ ان کو یک گونہ اختصاص تھا اور خلافت عثمانی میں وہ عظیم مرتبہ و درجہ کے مالک تھے۔

(بحوالہ موطا باب تسویۃ الصفوف)

حضرت مالک ؒ کے دادا حضرت مالک بن ابی عامر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت درجہ محبت و عقیدت رکھتے تھے - جب امام مظلوم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سبائی مفسدین نے انتہائی وحشت و بربریت سے تقریباً چالیس دن تک اپنے گھر میں محبوس کرکے بھوکا پیاسا رکھ کر بڑی بے دردی سے عین اس وقت شہید کر دیا جبکہ وہ عظیم محسن اسلام تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول تھے اور پھر ستم بالائے ستم یہ کہ اس محسنِ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعشِ مبارک کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں سبائیوں نے رکاوٹ پیدا کرکے ایک اور شرمناک کردار ادا کیا- مفسدین کی اس شرانگیزی اور ظالمانہ روّیہ سے امیر المومنین کی نعش دشمنوں کے نرغہ سے اٹھانا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا بلکہ اپنے آپ کو موت کے منہ میں دینے کے مترادف تھا لیکن اس خطرناک حالت اور وقت میں جن سربکف جوانمردوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی نعش اقدس کو اٹھا کر دفن کرنے کی خطرناک خدمت انجام دی تھی اُن میں ایک امام مالک کے دادا مالک بن ابی عامر بھی شامل تھے- اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس قدر عقیدت و محبت تھی-

مالک بن ابی عامر کو فنِ روایت و حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے شرفِ تلمذ حاصل تھا- مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور فقیہہ سلیمان بن یسار اور خود مالک ؒ کے بیٹوں اور دوسروں نے مالک ؒ سے حدیث سیکھی ہے - مؤطا امام مالک ؒ میں بھی ان کی روایت سے حدیث ہے- امام نسائی نے ان کی توثیق بھی کی ہے- انھوں نے ۱۰۴ ہجری میں دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رحلت فرمائی- مالک بن ابی عامر کے تین بیٹے تھے-

(۱) انس امام مالک ؒ کے والد بزرگوار، (۲) ربیع (۳) ابو سہیل نافع -

یہ ایک بلند پایہ محدث تھے، ثقاہت تابعین اور ارکانِ حدیث میں ان کا شمار ہے صحابہ کرام میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور تابعین میں اپنے باپ مالک اور سعید بن المسیب، علی بن حسین، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بہت سے لوگوں سے روایت کرتے ہیں :-

حضرت امام مالک ؒ نے بھی اپنی شہرہ آفاق تالیف موطا میں ان سے روایت کی ہے- تابعین اور تبع تابعین میں امام زہری، امام مالک ؒ، اسماعیل بن جعفر وغیرہ اور دیگر اشخاص ان کے شاگرد ہیں- امام احمد، ابو حاتم اور نسائی جیسے ائمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے-

حضرت امام مالک ؒ کے دوسرے عم محترم ربیع اور آپ کے والد محترم انس بھی اپنے خاندان کی وراثت علمی سے محروم نہ تھے تاہم اس فن میں پایہ مخصوص نہیں رکھتے تھے اور نہ مؤطا میں امام نے ان سے کوئی روایت کی ہے۔

(بحوالہ تزئین الممالک بمناقب مالک سیوطی ابن خلکان ترجمہ مالک، اسعاف المبطابرجال الموطا سیوطی ترجمہ مالک بن ابی عامر، ونافع بن مالک تذکرۃ الحفاظ ذہبی رح کتاب الانساب سمعانی) (باقی آئندہ)

تشنگان علوم دینیہ کے لئے نوید مسرت

ملک کی ممتاز دینی درسگاہ مدرسہ اشرف المدارس لائلپور میں گذشتہ سال سے دورۂ حدیث بھی شروع کیا جاچکا ہے اور مدرسہ میں بحیثیت شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ جمال الدین زید مجدھم سابق شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان علم حدیث کی خدمت میں مشغول ہیں۔ لہٰذا طلبائے دین سے گذارش ہے کہ مدرسہ اشرف المدارس لائلپور میں داخلہ لے کر استفادۂ علمی حاصل کریں۔ اس سال نیا داخلہ ۱۰ ارشوال المکرم ۱۳۸۹ھ سے لے کر ابتدائے ذیقعدہ تک رہے گا اور تمام درجوں (حفظ، فارسی، عربی) کی تمام جماعتوں میں حسب نصاب وفاق المدارس العربیہ پاکستان داخلہ ہوگا۔

(ناظم تعلیمات مدرسہ اشرف المدارس محلہ نانک پورہ گلی ۶ لائلپور)

ادارہ صوت الاسلام لائلپور میں قاری کی خدمات

ندوۃ المسلمین رجسٹرڈ پیپلز کالونی لائلپور کے زیر اہتمام ادارہ صوت الاسلام میں درجہ حفظ وناظرہ کی تعلیم کے لئے فن تجوید قرأت کے ماہر جناب قاری محمد منتظر صاحب کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں چھوٹے بچوں اور بچیوں کے علاوہ مختلف سکولوں، کالجوں میں تعلیم پانے والے طلباء کے لئے فن تجوید وقرأت کے مطابق قرآن مجید کی تعلیم کا معقول انتظام ہے۔ ملازم پیشہ اور کاروباری حضرات بعد نماز مغرب تعلیم قرآن حاصل کر سکتے ہیں۔

سرپرست: حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

نگران ومشیر: مولانا مجاہد الحسینی

ناظم ادارہ: حنیف رضا

ادارہ صوت الاسلام ۷۲ بی پیپلز کالونی لائلپور

جامعہ قاسمیہ لائلپور کا داخلہ

پاکستان کی معروف دینی درسگاہ جامعہ قاسمیہ رجسٹرڈ غلام محمد آباد لائلپور میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کا داخلہ شروع ہے۔ حفظ، ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم کے علاوہ موقوف علیہ دورہ تک تمام کتب پڑھانے کا نہایت معقول انتظام ہے۔ طلباء کو چاہئے کہ وہ ماہ شوال کے اندر اندر داخلے کی کوشش کریں۔ (محمد ضیاء القاسمی مہتمم جامعہ ہذا)

● مدرسہ عربیہ زینت القرآن ملحقہ جامع مسجد صدیقی محلہ رسول پورہ گلی ۱۳ گوجرانوالہ میں بیرونی مسافر طلباء کے لئے درجہ حفظ اور ابتدائی عربی فارسی میں داخلہ جاری ہے۔ غریب نادار اور مسافر طلباء کا طعام وقیام، لباس، علاج اور کتابوں کا مدرسہ کی جانب سے انتظام کیا جاتا ہے۔

راستہ: باغبانپورہ حافظ آباد روڈ گلی سلک مل والی کے بالکل آخر میں مدرسہ ومسجد واقع ہے۔ (عبد السمیع خادم مدرسہ) (۵۶۹)

حضرت مولانا عبد الغفور مدنی رح اور ان کی دینی دعوت

محمد ادریس انصاری خلیفہ حضرت اقدس مولانا عبد الغفور مدنی نور اللہ مرقدہٗ (صادق آباد)

(گذشتہ سے پیوستہ)

جو شخص ہمارا مرید ہو کر داڑھی نہیں رکھتا اس کی بیعت ٹوٹ گئی!

ہمارے مرید ہونے کی شرط سنت کے مطابق داڑھی رکھنا ہے۔ جو شخص ہمارا مرید ہو کر داڑھی نہیں رکھتا اس کی بیعت ٹوٹ گئی۔ اس کو چاہئے کہ دوبارہ بیعت کرے۔ یہ سن کر زمیندار بولا۔ حضور والا! میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ سنت کے مطابق پوری داڑھی رکھوں گا۔ فرمایا آپ پہلے بھی اس قسم کے وعدے کر چکے ہیں ہمیں آپ کے وعدوں کا اعتبار نہیں۔ زمیندار نے کہا۔ حضور والا! میں شاہ صاحب کی ضمانت دیتا ہوں۔ فرمایا ہمیں شاہ صاحب کی ضمانت منظور نہیں ہے۔ پھر جلال میں آ کر خود فرمایا اگر قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر عہد کرو تو آپ کی شادی میں شریک ہو جائیں گے۔ زمیندار نے یہ شرط منظور کر لی اور قرآن پر عہد ہو گیا۔

۸۰۰ میل کا سفر محض ایک سنت زندہ کرنے کے لئے کیا

حضرت نے فرمایا۔ الحمد للہ ۸ سو میل کا یہ سفر محض ایک سنت زندہ کرنے کے لئے کروں گا۔ اور انشاء اللہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے سرخرو ہونگا۔ ۱۳ر نومبر کو خیبر میل سے صادق آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ راقم الحروف بھی ہمسفر تھا۔ راستہ میں حضرت کو بخار تھا۔ بحالت بخار روہڑی کے پلیٹ فارم پر جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور تقریباً ۸ بجے صبح صادق آباد کے پلیٹ فارم پر گاڑی پہنچی۔ اسٹیشن پر معتقدین اور مریدین کا اس قدر ہجوم تھا کہ حد نگاہ تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ شہر اور بیرون شہر کے عوام کے علاوہ سب انسپکٹر پولیس اپنے عملہ کے ساتھ، ایس۔ ڈی۔ ایم کے ساتھ محکمہ مال کا عملہ، چیئرمین کے ساتھ بلدیہ کا عملہ غرضکہ شہری اور شہر کے تمام حکام مشتاق دید ہو اٹھے

بلدیہ کے حکام نے حضرت کی کمزوری کے باعث پلیٹ فارم پر کار لے جانے کے لئے راستہ بنوایا کہ حضرت کو پل پر نہ چڑھنا پڑے۔ کار حضرت کے لئے پلیٹ فارم پر کھڑی تھی۔ حضرت اپنے ڈبے سے اترے تو زائرین بے قابو ہو کر بے تحاشا حضرت کی طرف بھاگے مگر انسپکٹر پولیس کی مدد سے لوگوں کی دو رویہ قطار بنا دی اور خود حضرت کے ساتھ ہو کر اس قطار کے درمیان سے حضرت کو بمشکل تمام کار تک لائے۔ حضرت والا کار میں سوار ہو کر منزل مقصود تک پہنچے جو صادق آباد سے ۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تقریباً ۱۱ بجے نکاح پڑھایا۔ اور فراغت کے بعد فرمایا۔ یہاں آنے کی ہمت تو نہ تھی مگر سنت کے زندہ کرنے کے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے۔

اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں جنہیں راقم الحروف نے بچشم خود دیکھا اور سنا۔ ان حالات و مقالات کو موقع بموقع "خدام الدین" کی اشاعتوں میں شائع کرنے کا قصد ہے۔ پس یہ مسکین ان تمام حضرات سے جو حضرت مولانا عبد الغفور مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں درخواست کرتا ہے کہ "خدام الدین" کی مستقل خریداری فرما کر حضرت والا کے مستند حالات و مقامات پڑھ کر لطف اندوز ہوں اور اپنے نقائص دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور حضرت والا کا خاندان، زمانۂ طالب علمی، درویشی، ہجرت مدینہ منورہ اور پاکستان کے دوروں کے تفصیلی حالات و مقالات "خدام الدین" کی دوسری اشاعتوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔

مکتبہ خدّام الدّین

سے طلب فرمائیں

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

قرآن عزیز مترجم قسم دوم	۱۲/- روپے
〃 〃 سوم	۸/- 〃
ملفوظات طیّبات	۲/۲۵ 〃
خلاصۃ المشکوٰۃ	۱/۵۰ 〃
سیٹ رسائل	۳/۵۰ 〃
خطبات جمعہ حصّہ دوم سوم فی حصّہ	۱/- روپیہ
〃 〃 چہارم تا دہم 〃	۱/۲۵ 〃
مجلس ذکر حصّہ اوّل تا دہم 〃	۱/۰۰ 〃
مجموعہ تفاسیر (پانچ سورتیں)	۱/۵۰ 〃
انوار ولایت و مقامات ولایت (مجلد)	۱۰/۰۰ روپے

انقلابی سلسلہ تفسیر قرآن از حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ

قرآنی دستور انقلاب: تفسیر سورہ مزّمل و مدثّر	۳/۲۵ روپے
قرآنی عنوان انقلاب: تفسیر سورہ فتح	۲/۲۵ 〃
قرآنی جنگ انقلاب: تفسیر سورہ محمدؐ	۱/۷۵ 〃
قرآنی اساس انقلاب: تفسیر سورہ فاتحہ	۲/۰۰ 〃
قرآنی اصول انقلاب: تفسیر سورۂ عصر	۵۰ پیسے
قرآنی فکر انقلاب: تفسیر سورۂ اخلاص و معوذتین	۷۵ پیسے

دیگر کتب متعلقہ فکر ولی اللّٰہی

ارتفاقات معاشیہ یعنی امام ولی اللہ دہلویؒ کا فلسفہ عمرانیات و معاشیات مجلد مع حسین گرد پوش	۳/۵۰ روپے
محمودیہ مع اردو ترجمہ عبیدیہ از حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ	۲/۵۰ روپے
اجتماعی دور کے مسائل اور ان کا حل	۲۵ پیسے
مختصر تعارف حالات و تعلیمات امام ولی اللہ دہلویؒ (بزبان انگریزی)	۲۵ پیسے
آپ بیتی از ظفر حسن ایبک حصّہ اوّل	۵/- روپے
〃 〃 〃 دوم	۴/- 〃

ملنے کا پتہ

مکتبہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

ماھمہ چہ گفتہ ایم ○ دلبرانہ گفتہ ایم

خطبات مشاہیر

● تالیف ——— مولانا مجاہد الحسینی

برصغیر پاک و ہند کے عظیم دینی رہنماؤں، آتش نوا خطیبوں اور سحر بیاں مقرروں کی تاریخی تقریروں کا نادر مجموعہ!

علمائے حق جن کی شعلہ بیانی، جرأت گفتار اور جذبۂ ایثار نے ظلمت کدۂ ہند میں شمع آزادی روشن کی!

● جن کی حق گوئی و بے باکی سے فرنگی استبداد لرزہ براندام تھا!

خطبات مشاہیر

● ان مردان حق آگاہ کے افکار و نظریات کا دلآویز مرقع جن کی قیادت نے ملّت اسلامیہ کے سفینہ کو ساحل آزادی سے ہمکنار کیا

● راست باز انسانوں کی راست گفتاریوں کے تذکرے

● ایک مستند تاریخی دستاویز

● ملّت اسلامیہ کے ماضی، حال اور مستقبل کا عکس جمیل

سلیس انداز تحریر ● عکسی طباعت ● نفیس کتابت

——— جلد شائع ہو رہی ہے ———

ادارہ صوت الاسلام

۷۲ - بی پیپلز کالونی
لائل پور، پاکستان

عہد اوّل

● مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
● مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
● شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ
● مولانا عبید اللہ سندھیؒ
● مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
● مولانا مفتی کفایت اللہؒ
● مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
● مولانا ابوالکلام آزادؒ
● مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
● مولانا محمد علی جوہرؒ
● سید محمد سلیمان ندویؒ
● ڈاکٹر محمد اقبالؒ
● مولانا احمد علیؒ
● مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
● مولانا عبد الغفور مدنیؒ
● مولانا محمد یوسف دہلویؒ
● چوہدری افضل حقؒ
● سید محمد داؤد غزنویؒ
● قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
● مولانا ابوالحسنات قادریؒ
● مولانا محمد بہادر یار جنگؒ

مجلس احرار اسلام کا جلسۂ عام

ضلعی انتظامیہ کے فیصلہ کے مطابق مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۷۰ء بروز اتوار منعقد ہونے والا جلسۂ عام بجائے بعد دوپہر کے اب صبح ½ ۱۰ بجے احرار پارک باغ بیرون دہلی دروازہ لاہور میں منعقد ہوگا۔ اس جلسہ میں رہنمایانِ احرار جماعتی پالیسی کا اعلان کریں گے (صدرِ مجلس)

ضروری اعلان

جو حضرات اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو انگلستان میں رسالہ خدام الدین اور دیگر دینی کتب مفت بھجوانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں اور ان کے انگلستان کے پتے سے آگاہ کریں۔

محمد شفیع چوہدری چیئرمین یورپین اسلامک مشن ۔ ۱۱۔ لنکن روڈ ویلی۔ ڈان کاسٹر۔ یارک شائر انگلینڈ

بچوں کا صفحہ

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں

اتحاد و اتفاق کی زندگی بسر کرنا

خدا کے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اس لئے تشریف لائے کہ لوگوں میں پیار و محبت کا جذبہ پیدا کریں۔ ان کو آپس میں بھائی بھائی بنائیں اور اتحاد و اتفاق سے زندگی بسر کرنا سکھائیں۔ ذیل کی حدیث نیک راہ بتلانے والوں کے متعلق ہے۔

"جس نے کسی کو نیک راہ بتلائی اسے نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔" (راہنمائی کی، راستہ بتلایا، ولالت اور دلیل کے لفظ اس ایک مادہ سے بنے ہیں۔ (نیکی) ہر قسم کی بھلائیاں اور نیکیاں اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہیں۔ (نیکی کرنے والا) یعنی وہ شخص جو دراصل بھلائی اور نیکی پر عمل کرنے والا ہو۔ حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کو نیکی کی راہ بتلاتا ہے اور بھلے کام کی تلقین کرتا ہے اسے بھی اس کی نیکی کی راہ میں اجر ملے گا۔

جمشید احمد، سنت نگر لاہور۔

وعدہ پورا کرنے کی تاکید

ہمارا مذہب اسلام ہمیں صرف نماز روزے اور عبادت ہی کی تلقین نہیں کرتا بلکہ وہ ہمیں ہر شعبے میں صاف اور سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ جنگ بدر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو نوجوان آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم دونوں گھر سے کفار کے خلاف جہاد کی غرض سے آ رہے تھے کہ راستے میں ہمیں کفار کے چند آدمی ملے جنہوں نے ہمیں گھیرے میں لے لیا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے صاف صاف بتا دیا تو انہوں نے کہا وعدہ کرو کہ ہم مشرکین کے خلاف جہاد نہیں کریں گے ورنہ ابھی تمہارا خاتمہ کرتے ہیں ہم نے جان بچانے کی غرض سے یہ وعدہ کر لیا۔ کیا ہم اب جہاد کر سکتے ہیں؟ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اگر تم وعدہ کر آئے ہو تو واپس مدینہ چلے جاؤ۔ ہم اپنے وعدے پر قائم رہیں گے۔ چنانچہ وہ دونوں نوجوان واپس چلے گئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں وعدہ کی کتنی اہمیت تھی۔ حالانکہ اس نازک وقت میں ایک ایک نوجوان کی سخت ضرورت تھی۔

(ہارون رشید کھوکھر بالاکوٹ (ہزارہ)

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے

دو لڑکوں کو کہیں سے ایک روپیہ ملا اور وہ اس پر جھگڑ پڑے۔ ایک نے کہا کہ یہ میرا ہے، دوسرے نے کہا نہیں یہ روپیہ میرا ہے۔ آخرکار طے پایا کہ جو کوئی سب سے بڑا جھوٹ بولے گا یہ اسی کا روپیہ ہوگا۔ اتنے میں ان کے قریب سے ایک بوڑھے کا گزر ہوا۔ وہ بچوں کے پاس آ کر کہنے لگا۔ دیکھو بچو! جھوٹ بولنا بہت ہی گناہ ہے یہ تو تمام برائیوں کی جڑ ہے اور جھوٹا خدا کا دشمن ہے۔ دیکھو میری طرف! میری عمر ساٹھ سال ہو چکی ہے اور میں نے کبھی آج تک بھول کر بھی جھوٹ نہیں بولا۔ بوڑھے کی اس بات پر وہ دونوں بچے زور سے ہنس پڑے اور بولے یہ لو بابا جی ایک روپیہ یہ آپ کا ہی حق ہے کیونکہ سب سے بڑا جھوٹ آپ ہی نے بولا ہے۔

(فارسی سے ماخوذ)

ایم یوسف ضیائی نزد کک لیہ)

والدین کی خدمت

دنیا میں سب سے عظیم اور مقدس رشتہ اگر ہے تو والدین کا ہے اور والدین میں سے والدہ کا حق سب سے زیادہ ہے۔ پیدائش کے بعد انسان لاچار اور بے بس ہوتا ہے۔ جب وہ بول نہیں سکتا۔ چلنے پھرنے سے عاری ہوتا ہے اپنا کام خود نہیں کر سکتا۔ اس حالت میں اس کی مہربان ماں اس کی مدد کرتی ہے۔ ننھا بچہ کچھ عرصہ کے بعد بڑا ہو جاتا ہے۔ اس کی تعلیم کا مناسب بندوبست کرتے ہیں۔ والد محنت اور مشقت سے روزی کما کر بچوں کو سامان خورد و نوش مہیا کرتا ہے۔ تعلیم کے اخراجات پورے کرتا ہے، خود تکلیفیں اور مصیبتیں سہہ کر بال بچوں کو خوش رکھنا چاہتا ہے۔ صحیح معنی میں آدمی کو انسان بنانے والی ہستی والدین ہوتے ہیں۔ والدین کی خدمت ہمارا فرض ہے۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حدیث میں جابجا فرمایا ہے کہ والدین کی خدمت کرو۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ جنت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ والدین کے بڑھاپے میں ان پر رحم کیا کرو اور ان کے سامنے اُف تک نہ کرو اور نہ جھڑکا کرو۔ وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک صحابی حاضر ہوئے عرض کی۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر کس انسان کا بڑا حق ہے۔ فرمایا "ماں کا"۔ پھر پوچھا۔ پھر وہی جواب دیا۔ پھر پوچھا، پھر وہی جواب دیا۔ پھر پوچھا۔ پھر کہا باپ کا۔ یعنی ماں کا حق تین حصے ہے اور باپ کا حق ایک حصہ ہے۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ والدین کے حقوق ہم پر ہیں اور ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ جس شخص سے اس کے والدین راضی نہ ہوں تو اس سے خدا اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی خوش نہیں ہوتا۔ ہمیں چاہیئے کہ والدین کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑیں۔

مجیب الرحمان ۔ دارالسلام وسن پورہ لاہور